بیان صورت قبولیت کتاب معظم اسرار کربلا

واللہ المستعان علی ما تصفون ط

یہ کتاب معظم اسرار کربلا اسبکہ مقبول بارگاہ کبریا ہے اس سبب سے قبول خاطر تمام بندگان خدا کی ہے کہ دو مرتبہ تین تین ہزار نسخہ چھپ چکا اور بسبب غایت پسندیدگی خاطر عالیان شکل کاغذ زر کے سب بندگان خدا بہزار عقیدت اور شفقت خاطر دست بدست بنقد جان خرید لے گئے اور بہ شفقت خاطر بندگان خدا کا ایسا ہوا کہ نبات سو خطوط پے در پے پیدا اسکی طلب اور تمنا مین متواتر آئی کہ ناگزیر بار سوم پھر تین ہزار نسخہ چھاپنا ضرور تر ہوا پس صورت قبولیت اس کتاب مقدس کی اسطرح معلوم ہوئی کہ اسکے صفحہ ۱۳ مین چند اشعار تمہید نظم والم کے بطرز شاعرانہ ہین کہ شعر اخیر اوسکا وہبی عالم قدس سے ہے صورت اسکی یہہ ہوئی کہ مضمون بہت بلند مد غایت سے بڑہ گیا اور مصنف کا ناطقہ بند ہو کر خامہ دست دل سے گر پڑا تا ایکبارگی خواب سے جسکے بیان نظم مین تمہید سخن تھی مد پہونچی کہ ایک ایسا مضمون معلوم ہوا کہ وہ پیشتر از جناب امیر المومنین علیہ السلام مولانا محتشم علیہ الرحمۃ کو عطا ہو چکا تہا پس جبکہ شرح اوس مضمون عطیہ کبریٰ کی بیان ہوگی لطف بیان اس کتاب کا ظاہر ہوگا بس بریں اسی مضمون کے نام اس کتاب کا

اسرار کربلا

اسم بامسمی قرار پایا پس بنا اوس مضمون وہبی کی یہہ ہے کہ جب مولانا محتشم علیہ الرحمۃ کے فرزند جوان صالح نے وفات پائی تب مولانا محتشم نے ماتم فرزند مین چند بند بطور مرثیہ کے لکہے کہ جسکا شعر آخر بند یہہ ہے

روا بود کہ تو در زیر خاک باشی و من ٭ سیاہ پوشم و بر سر کنم ز غم تو خاک ٭ چرا تو جامہ نکردی سیاہ در غم من ٭ چرا تو خاک نکردی بسر ز ماتم من ٭

مولانا لکھتے ہین کہ مین وہی شب کو زیارت جمال جہان آرا آنجناب امیر علیہ السلام سے مشرف ہوا کہ آپ فرماتے ہین ای محتشم ہمارے لخت جگر شہید دشت کربلا کی غم مین کوئی مرثیہ نہ کہا عرض کیا کہ جو حکم ہو عین سعادت ہے ارشاد ہوا کہ بگو باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم است ٭ باز این چہ نوحہ و چہ عزا و چہ ماتم است ٭ مولانا یہی شعر پڑہتے ہوئے بیدار ہوئے اور اسی وزن پر مرثیہ حسین علیہ السلام مین چند بند لکہے کہ مشہور ہین تا اینکہ کہتے لکہتے اس شعر پر آئے کہ جسکا بیان اسجگہ صفحہ تنگی سطاس پر گنجایش پذیر نہین لہذا صفحہ اخیر کتاب مین بدیدہ دل ملاحظہ ہو کر اوسکے ملاحظہ سے قبولیت اور ترقی اور ترجیح اس مضمون وہبی اسرار کربلا کی معلوم ہوگی فقط

فانظر کیف کان ... کذا فذلک [illegible]

پس بسعی اتمنا کامہاراج ... [illegible]

[illegible]

حلیہ کتاب اسرار کربلا مع مضمون دفع دخل کے

ظاہر ہے کہ ابتدای عالم وآدم سے تا ایندم کوئی سانحہ عظیم تر او عجیب تر حیرت افزا معرکہ کربلا سے زیادہ روی زمین پر
نہین گذرا ہے تا چرخ سفلہ پرور خطائی چنین نکرد ❊ بر ہیچ آفریدہ جفائی چنین نکرد ❊ اور یا یہ بکمال حیرت استعجاب
اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ سے کام یزید دادہ از کشتن حسین ❊ بنگر کہ قاتل کہ دلشاد کردہ ❊ اخبار اس واقعہ مصیبت افزا
کی قبل از وقوع جسقدر کتب معتبرہ سے ثابت ہین محتاج بیان نہین بعد اس واقعہ کے کہ سنہ ٦١ ہجری مین واقع ہوا ہے آجتک
کہ سنہ ١٢٩١ ہجری ہین قریب بارہ سے ایکتیس برس گذرتی ہین ہزارون بلکہ لاکھون تصانیف نظم و نثر اور سلام اور مرثیہ
فقط بیان اسی ایک حال واقعہ کربلا مین تصنیف ہوتی چلی آتی ہین مگر کسی نے ابتک ایسے مضمون نمایان کو آیات کلام اللہ
سے استخراج اور تطبیق دیکر کمتر لکھا ہے جس حالت مین بحکم لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ
کوئی رطب و یابس جزو کل کلام اللہ سے باہر نہو ممکن نہین کہ ایسے سانحہ عظم اور مصائب بے پایان کی خبر کلام اللہ
مین نہو کہ خاص واسطے بیان جمیع مصائب عالم کی بالتخصیص وارد ہے کہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ
فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرٌ ❊ پس جب علی العموم جمیع سب مصائب کا ذکر قبل الوقوع اس صراحت سے کلام اللہ مین ہونا
منصوص ہے پھر ایسی مصیبت عظمی کا ذکر نہونا کیا معنی مگر یہ کہ بصراحت نام و مقام بقید شان نزول کھلا کھلا
بے پردہ نہو بلکہ برمز و کنایات ہو کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح کہ اسرار درمیان دو ہمراز کاتب و مکتوب الیہ کے
رمز و کنایات مین بیان ہو جاتی ہین کہ ارباب ظاہر نہین سمجھتے فقط معنی ظاہر جانتے ہین کہ سے میان عاشق و
معشوق رمزیست ❊ کراما کاتبین را ہم خبر نیست ❊ اب جب بعد الوقوع اور شیوع عام کے وہ اسرار ربانیہ بلکہ
بنسبت ناواقفی کی باعث حیرت اور تردد اور استعجاب ارباب ظاہر کا اور باعث ضعف اور لغزش ایمان اکثر عوام
ضعیف الایمان کا معلوم ہوا اس نظر سے بقدر امداد فیض روح القدس تطبیق مضامین آیات قرآنی اور اسکی
شرح کر دینا غالب ہے کہ نزدیک اہل انصاف کے دخل گناہ نہو اور سوای اسکے اکثر اسرار اور معاملات عجیب حیرت افزا
جو سانحہ کربلا مین ظاہر ہوا اور مستتر رہا وسکی بیان کیطرف بھی کمتر کسی نے خیال اور التفات کیا فقط ایک مضمون ماتم اور

انکو کہ ظاہر ہے کسطرح مضامین خلاف واقع دماغی اور افراط و تفریط سے واسطے اظہار شاعری اور داد
سخن کے بیان کرتے ہین کہ ذوالجناح نے یون کہا اور ذوالفقار نے یون کہا اور قضا و قدر یون بولی
اور ملائک یون کہنے لگے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یون کہتی ہوئین فردوس سے آئین مظلوم حسینا
تا واسطے رونے کے تمہید ہو گو ہزار طرح کی توہین اور بیان خلاف واقع ہون یہان اسیقدر
بقول مولف کافی معلوم ہوتا ہے کہ ع ایکاش کہ ساختہ لعنت بر و بود ۔ ناگفتہ بہ سخن کہ اہانت در و بود
حالانکہ مضامین راست و بیان واقع واسطے رقت کے کیا کم ہین کہ معاذ اللہ ایسے مقام ادب مین خلاف
واقع افترا کیا جاوے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ع در مرثیہ اکثر شعرا از پی رقت ہا آرند بسی زاید و
موضوع روایت ہا ناگفتہ سخن کہ در وے ہست اہانت × آید نہ مگر گریہ برین راست حکایت × بر راست
نہ گرید اگر از ماتمیان کس ع بر کذب غلط کی متاثر شود آن کس ہا اور اسرار عجائب حیرت افزا اس سانحہ خاص
مین یہ ہین کہ سب بحکم مشیت ایزدی واقع ہوا ہے کہ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ وَمَا تَشَآءُوْنَ
اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یہانتک کہ تاریخ ۷ محرم سے
چاہ پر آب خود بخود خیمگاہ کربلا سے غائب ہو گیا اور تمام لشکر جناب سید الشہدا علیہ السلام کا
حسب صلاح دہی حضرت حر کے تمام شب روا رو چلا گیا پھر صبح کو اوسی میدان کربلا مین کھڑا
تھا پس اسکا فاعل عالم اسباب مین کون تھا پس ایسی ایسی مصیبتین ایک ایک ہو ہو کر نازل
کرنے مین ایسے بیگناہ خیر الخلائق محبوب کی محبوب پر حکمت اور مصلحت اور اسرار الٰہی کیا تھی کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بعد امتحان کامل کے اول آتش نمرودی سرد ہوئی کہ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا
وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ دوسری مرتبہ جنود پشہ کی مدد پہونچی تیسری بار کارد ذبح کند ہو گئی اور اوسپر
بھی اکتفا نہو کر فدیہ جدا پہونچا کہ فَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور یہان با وجود امتحانات شدید کے بعد قتل
جمیع عزیزان اور فرزندان اور موالی اور انصار کے ایکہزار نوسے پچاس زخم بھی آپکے جسم مبارک پر
پہونچ چکے تھے اسپر بھی مگر امتحان کامل نہو چکا تھا کہ خنجر شمر ملعون کا مثل کارد ذبح اسمعیل کند بھی نہوا اور فدیہ
بھی نہ پہونچا پھر یہ کیسا امتحان تھا ع انصار و موالی و عزیزان و مددگار × گشتند شہید دم شمشیر ستمگار

تنہا بمیان آن خلف حیدر کرار ۔ بے مونس و بے ہمدم و بے یاور و بے یار ۔ از نقش گریبان بمقامی کہ بنقان شد ۔ آمجا بچسان خنجر بیداد روان شد ۔ آخر او رسب انبیا پر بھی ہزارون طرحکی مصیبتین اور امتحانات سخت واقع ہوئی پھر بھی بعد تکمیل امتحانات قوی کو آخر کار مقابلہ کفار مین کیسی کیسی امداد اور معجزات نمایان اور فتح اور نصرت اور غلبۂ انبیا کا اور ہزیمت فاش اور ہلاک کفار کا واقع ہوا ہی محتاج بیان نہین فکیف گمان گذا کہ کام یزید داوہ از کشتن حسین ۔ بنگر کہ قتیل کہ دلشاد کردہ بعد اسکے اگر سب اشرار کربلا ملعون اور معذب بدی جہنمی ہوئی کب اس ظلم عظیم کی تلافی ہوسکتی ہے کہ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاۤؤُهٗ جَهَنَّمُ علی العموم آیا ہی فقط بس ظاہر ہی کہ ایسی نکات اور اسرار الٰہی سوای کتاب الٰہی کے اور کہان سی معلوم ہوسکتی ہین اور سوای قرآن و حدیث کی معتبر اور مفید وثوق و یقین کے کب ہوسکتی ہین اور جبتک ایسی اسرار سمجھہ مین نہ آوین اور دل پر نہ بیٹھین البتہ ہنگام غور و تامل خالی از تردد اور حیرت نہین لیس یہ سب اسرار حکمت اور مصلحت الٰہی اور سب تفصیل حال کربلا کو تصریح تمام آیات کلام اللہ سی بترجمۂ زبان اردو عام فہم باختصار تمام نظم و نثر سلیس مین بیچ اس کتاب اسرار کربلا ترتیب دیا ہی کہ بلطف و سکا ملاحظہ سی تعلق رکھتا ہی وہ سب تحیرات اور ترددات مذکورہ بالا اطمینان سی بدل ہوتا ہی اور عقل سلیم انصاف پسند اوسکو تسلیم اور قبول کرتی ہے اور کسی طرح کا تردد اور تحیر اور استعجاب باقی نہین رہتا اور کوئی مضمون خلاف عقل اور نقل کے نہین مگر جسب طبائع انصاف دشمن کو باوجود صراحت معانی آیات قرآنی کے شبہہ یا انکار یا اعتراض یا تردید ہے اوسکا عذر یا تقدم اور یا تاخر اور دفع دخل خود اول آخر کتاب مین اہل مطبع سے نے لکھدیا ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا الخ ایسے شبہات مضامین آیات قرآنی مین ہے ایک زمرہ اسلام دین محمدی مین ۷۳ فرقہ ہوگئی کہ ابتک اختلاف باہمدیگر باقی ہی پھر اسکا جواب کیا ہی کہ خود اللہ فرماتا ہے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۤءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۤءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ

دفع دخل عذر ما تقدم اہل مطبع کی طرف سے

ظاہر ہے کہ مؤلف کتاب اسرار کربلا نے بحکم لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین کے سب
واقعات معرکۂ کربلا کو مضامین آیات قرآنی سے ہر ہر جزئیات مین ترتیب مطابق واقع تطبیق دیکر بقرائن
اور دلائل عقلی اور نقلی ثابت کیا ہے حال آنکہ اون سب آیات قرآنی کا شان نزول اور ہے کہین
کسی مفسر نے اون آیات کی شان نزول مین معرکۂ کربلا سے مراد نہین لی ہے اس صورت مین مؤلف
کتاب کا نزدیک تفسیر والون کے بظاہر مورد الزام اور اعتراض کا ہو سکتا ہے جیسا کہ بعد چھپ جانے
اور مشہور ہو جانے نسخہ مطبوعۂ اول کے اکثر صاحبون نے بجای خود اور بعضون نے بالمشافہ مؤلف
کتاب کو الزام دیا اور کچھ عذر مؤلف کا نہ سنا نہ انصاف کو کام فرمایا لہذا اس نسخۂ مطبوعہ ثانی مین اسکا
دفع دخل ضرور ہوا وہ دفع دخل اہل مطبع کی طرف سے یہ ہے کہ مؤلف کتاب نے کہین یہ نہین لکھا کہ ان آیات
قرآنی کا شان نزول یہی معرکۂ خاص کربلا ہے بلکہ از قبیل لطائف اور نکات اور بلاغت اور رموز و کنایات
کلام اللہ کے بیان کیا ہے اور ہر جزئیات واقعات کربلا کو ترتیب قبل و بعد آیات قرآنی سے مطابق
واقع کی تطبیق دی ہے یہ عین بیان بلاغت اور لطائف کلام اللہ ہے کہ مصرعہ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران + کچھ معانی آیات کلام اللہ مین معاذ اللہ تاویل بے محل نہین کی کہ مورد
الزام کیا جاوے فضلاً علیہ کہ اوسکی نظیر اور سند قوی قول جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے از روے
کتاب مسلم الثبوت نہج البلاغت کہ موافق شرح ملا حسین میبذی کی واضح تر لکھدی ہے کہ کتاب فواتح مین
یعنی شرح قصائد مرتضوی کے ملا حسین علیہ الرحمہ صاف صاف لکھتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام سب
واردات اور واقعات خاندان نبوت اور واقعات کربلا و بر تال کار بنی امیہ اور انجام کار اشرار کو
اخبار کربلا کا علی الترتیب مضامین آیات سورہ حمعسق سے تطبیق دیتے تھے جیسا کہ سبب بقیہ شرح آیات قرآنی
اسی کتاب اسرار کربلا مین بجای خود مرقوم ہے حال آنکہ اون سب آیات کا بظاہر شان نزول اور ہے پس اسطرحکی
مطابقت دینے مین معاذ اللہ کچھ کفر اور گناہ اور دخل بیجا آیات قرآنی مین پایا نہین جاتا بلکہ کمال شان اور حسن بلاغت اور معجزہ
کلام اللہ کا پایا جاتا ہے پس یہی کلام معجز نظام جناب امیر علیہ السلام کا سند متمسک اسی مطلب مصنف اسرار کربلا کا کافی ہے فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الذی امتحن قلوب المؤمنین ببلاءٍ حسنٍ بقولہ ولیبلی المؤمنین منہ بلاءً
حسناً و سبحان الذی اختص البلاء للولاء بقولہ ولنبلونکم حتی نعلم المجاهدین منکم والصابرین
والحمد للہ الذی عظم البلاء علی قدر ایمان المبتلی بقولہ وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم
ولا الہ الا اللہ الذی شدد البلاء علی الانبیاء بقولہ هنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا
زلزالاً شدیداً واللہ اکبر الذی ختم البلاء علی من ختم علیہ الرسالة والنبوة وجعل
فیہ الآیات البینات بقولہ وآتیناهم من الآیات ما فیہ بلاءٌ مبین واستغفر اللہ الذی
جمع جمیع البلیات علی حبیبہ محمدن المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واهلہ واهل بیتہ
وقرة عینیہ ابی محمدن الحسن وابی عبد اللہ الحسین صلوات اللہ وسلامہ علیهم اجمعین
بقولہ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات
ونشکر اللہ الذی اخفی لطائفہ الخفیة فی خفاء البلاء وبشر حبیبہ بقولہ وبشر الصابرین
الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیهم صلوات من ربهم
ورحمة واولئک هم المهتدون عذر ما تقدم اول قبل بیان اصل سخن کے

اس عذر با تقدیم کا ملاحظہ کرنا مقدم ہے ظاہر ہے کہ ابتدای عالم سے
تا ایندم کوئی سانحہ عجیب تر حیرت افزا معرکہ کربلا سے زیادہ صفحۂ ہستی پر واقع نہین ہوا اس عجائب اسرار الٰہی
مین عقل بشر حیران ہے سوای تعجب اور کمال حیرت کے کچھ سمجھ مین نہین آتا بقول مولانا محتشمؒ کام ہر
دادہ اکشتن حسین ❊ نگر کز القتل کہ دل شاد کردہ ❊ ہر چند کہ کتاب سر الشہادتین مین بہت اسرار
معرکہ کربلا مرقوم ہین مگر پھر بھی جیسا چاہیے طبیعت سے دفع تردد نہین ہوتا جب کچھ اندک بھی تامل
کیا جاتا ہے بے اختیار دل پر گذرتا ہے کہ سوای مرتبہ شہادت کے اور بھی کوئی سر عظیم مستتر ہے کہ شہادت کے
درجہ سے عظیم تر اور بلند تر ہے شہادت اسکا دون مرتبہ ہے کسواسطے کہ شہادت عام ہے اور یہ خاص
اتنا ہجوم بلیات اور آفات لوازم شہادت سے نہین پس ایسے عجائب اسرار الٰہی فکر و غور بشری سے کیونکر
معلوم ہو سکتے ہین کہ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡکَهۡفِ وَالرَّقِيۡمِ كَانُوۡا مِنۡ اٰيٰتِنَا عَجَبًا آیا ہے مگر یہ کہ بحکم
لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اوسی عالم السر والخفیات سے استمداد اور اوسی کے کلام سے
استدراک کیا جاوے ادراک بشری یہان قاصر ہے اس صورت مین ضرور تہ ہوا کہ اول سب
مقامات حیرت اور استعجاب اور ترددات کے تشریح تمام شرح کیے جاوین بعد اسکے آیات
اور اخبار منصوصۂ قرآنی سے اور بدلائل موجہ معقولہ عاقل پسند رفع شبہات اور استعجاب
کیا جاوے کہ جسکو عقل بھی قبول کرے اور تحیر اور استعجاب اور تردد دلکا بھی اطمینان سے بدل اور اطمینان
بدل ہوا ور منقول اور منصوص اور مستند بھی ہوتا واسطے رفع تردد اور سرمایۂ اطمینان قلوب مؤمنین کے
منقولات معتبرہ اور آیات منصوصہ مفید تر ہون اور جسکو منقولات اور منصوصات سے انکار ہو اونکے
واسطے دلائل معقولہ اور موجہ عاقل پسند باعث اسکات ہون کہ گنجایش انکار اور لاتسلیم کی باقی نرہے اور منصف کو بھی
بمقابلہ انکار عجز جواب معقول سے نہو اور عوام ضعیف الایمانکو بسبب لاعلمی اور ہر طرح کے تحیر اور تردد کی تعرض لیجائیں ❊ لہذا
بخدمت ملاحظہ کنندگان اور سامعین کے دست بستہ التماس ہے کہ اولا مقامات حیرت افزا شبہات کو
ملاحظہ کرکے مؤلف کو مورد طعن اور الزام نفرماوین بلکہ اسرار اور نکات رافع شبہات کو بھی ملاحظہ فرماویں
ہے کہ فقط الفاظ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر عمل اور اکتفا کرتے ہیں بلکہ وسکے آگے لفظ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی

کو بھی ملاحظہ کرنا شرط ہے کہ یہ شبہات حیرت افزا معاذ اللہ مقام انکار میں نہیں بیان کی گئی ایسے
شبہات اور ترددات صحیح کہ باعث حیرت عقلا اور باعث انکار منکرین ہیں محض واسطے دفع کرنے انکے
بیان کرنا ضرورتر ہوا کہ ہر مومن با محبت اہلبیت کے دلمیں البتہ اس قسم کے شبہے اور ترددات اور
تحیرات واقع ہونا لوازم محبت سے ہے اور کس طرح حیرت نہووے بر آل نبی ہیچو مصائب غضب این
زمین غصہ اگر عرش نلرزد عجب ست این بود آن اوسکا دفع کرنا ضرورتر ہوا تا باعث اطمینان اور تقویت
ایمان مومنین ہو اور منکرین کو بھی مجال انکار باقی نرہے اور حجت الزامی ہاتھہ نہ آئے

سبب تالیف کتاب اسرار کربلا

عمدہ ترین وجہ تالیف کتاب کی یہہ ہے کہ سب مومنین محمدی اس ماتم عام میں بالاتفاق شریک غالب ہین
اور اجراس ماتم خاص کا جسقدر مستحق علیہ ہے محتاج بیان نہیں کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جاتا ہے
پس واسطے جوش بکا کی بیان مصائب و مظلومی اور ابتلای اہلبیت رسالت اور بیان حکایات شہادت
ناگزیر ہوتا ہے ایسے مضامین جو کسی منکر نبوت کے کان تک پہونچتے ہین اوسکو حجتہای انکاری اور الزامی وا بات
اور بیانات مومنین سے بہم پہونچتے ہین اور ثانی الحال ایسی حجتین انکاری زبان منکرین سے سنکر عقائد ایمانی عوام
ضعیف الایمان کو متزلزل کرکے عاجز جواب ہوکر باعث تبدیل دین محمدی ہوجاتی ہین گمراہ ہوتا ہے
پس اسصورت میں طرز بیان ایسا چاہیے کہ مضامین جوش بکا جو اصل علت غائی ہے کامل تر ہون اور منکرین
معقول پسند کو دلائل موجہ عقلی سنکر گنجایش انکار اور حجت الزامی کی باقی نرہے اور سوای تسلیم کے چارہ نہو اور
ساتہین ضعیف الایمان کی بھی ترددات اطمینان سے بدل ہوکر مقابلہ منکرین مین عجز جواب سے نہو اور ایمان
کو قوت ہوجاوے اور مضامین بھی صحیح موجہ اور منصوص آیات قرآنی سے متفق علیہ فریقین ہون اور مقابلہ
نصوص قرآنی گنجایش اختلافات روایات بھی نرہے اور افراط و تفریط مضامین زوائد شاعرانہ اور دخل
موسیقی مرثیہ خوانان زمانہ کہ خالی از بدعت غیر حسنہ نہیں بھی باقی نرہے اور محض عبادت خالص اور ذکر
خیر الاذکار تفسیر آیات قرآنی باقی رہ جاوے اور مفہوم معنی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربهم
ثم تلین جلودهم وقلوبهم الی ذکر الله الخ صادق آوے کسواسطے کہ اکثر مرثیہ اکثر شعرا از پی قربت

آرند بسی زائد و موضوع روایت * ناگفته سخن به که درو هست اهانت * آید نه مگر گریه برین راست حکایت *
بر راست نگرید اگر از ماتمیان کس * بر کذب و غلط کے متأثر شود آن کس *

بشنو بگوش هوش ز اخبار کربلا
تا سر نکته چیست به اسرار کربلا

ایها الناس بعد حمد و صلوٰۃ بگوش دل اور چشم بصیرت ملاحظہ درکار ہے کہ این معرکہ کرب و بلا
بهر چه بوده است * خونریزی شاهِ شهدا بهر چه بوده است * این محض پی مغفرت ماتمیانست *
بی شبهه پی مصلحتِ ماتمیانست * مقصودِ خدا رحمت ماتمیانست * بنگر که جهان منزلت ماتمیانست
صد حیف که با اینهمه در ماتمِ شبیر * یکقطره از دیده چکد در غمِ شبیر * در ماتمِ شبیر نباشید چو گریان * پس
گریه توان کرد بر احوالِ شمایان * آنکس که چنان بیکس و تنها به بیابان * از بهر شما کشته شود با دل بریان *
در ماتم او گریه نیاید غضب ست این * ای ماتمیان بس عجبست این عجبست این * آب معلوم کرنا چاہیے کہ
سانحہ عظیم کربلا ایسا نہیں کہ کسی جن و انس روح و ملک پر مخفی ہو اسکو کوئی کہانتک بیان کر سکتا ہے کہ تا چرخ
سفله بود خطای چنین نکرد * بر هیچ آفریده جفای چنین نکرد * چونکہ سانحہ ہوا اور اسکا ذکر و بیان قبل از
وقوع اخبار اور احادیث اور اقوال صحیحہ سے جدا اور بعد الوقوع ہزاران ہزار مرثیہ اور تصانیف کتب
متقدمین اور متاخرین سے جدا اور اسی طرح سے الی غیر النہایت تا روز قیامت یہ ماتم ایسا نہیں کہ منتہی ہو بلکہ
روز قیامت کا خاص اسی داوری اور انتقام کیواسطے قرار پایا ہے چنانچہ آیندہ شرح و بیان اسکا واضح کیا جاویگا
انشاء اللہ تعالیٰ ؎ این انتقام گر نفتادی بروز حشر * با این عمل معاملهٔ دهر چون شدی * پس اب معلوم
کرنا چاہیے کہ سانحہ ایک فقط اپنے اپنے بیان کا فرق ہے سلف سے ابتک ہزارون آدمی فقط بیان ہی ایک حال
مین کیا کیا لفاظی اور طبع آزمائی کرتے چلے آئے ہین اونسے زیادہ اور بہتر اور جداگون لکھہ سکتا ہے چنانچہ خاک
کاتب سے بھی اکثر مرثیہ ہندی فارسی تلمیع اور ترصیع آیات قرآنی بر رسم متعارف بارادہ خود اور بعض بحکم ذی
ادا ہو چکے ہین لہذا اب بطرز متعارف لکھنا تحصیل حاصل اور تکرار مکرر معلوم ہوئی لاجرم بعض اسرار
اور عجائب نکات قدرت و حکمت الٰہی جو اس معرکہ کربلا مین از روی آیات و اخبار قرآنی صحیح تر

معلوم ہوونے اوسکا عمل چھوڑنا اس بندۂ کمترین محمد ظہیر الدین کو مناسب معلوم ہوا اسواسطے
اس کتاب کا نام بھی اسرار کربلا اسم با مسمی معلوم ہوا اور اخبار ایسی سانحہ اعظم کے آیات کلام اللہ سے بنصوص
متواترہ ثابت کہ اللہ تعالی فرماتا ہی لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ اور پھر وارد ہے کہ
كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ اور پھر آیا ہی کہ لَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرَ
اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ اور پھر فرماتا ہی کہ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ خصوصاً بیان جمیع مصائب
ظاہری اور باطنی اس تصریح سے وارد ہی کہ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا
فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ اور خود ظاہر اور صریح ہی کہ جمیع اخبار آیندہ اور سوانح پیشین کا ماخذ
کلام اللہ ہی اور سب احادیث نبوی اوسکی تفسیر ہین اور بیان تمامتر مصائب ظاہری اور باطنی کلام اللہ مین ہونا
اس تصریح سے منصوص ہی اور سانحہ کربلا سے زیادہ کوئی مصیبت اعظم صفحہ ہستی پر واقع نہین ہوئی پھر
اسکی خبر کلام اللہ مین نہونا کچھ معنی نہین رکھتا ہی مگر یہ کہ بسبب کثرت اعلان اور وفور ماتم اور بیقراری کے
کمترکسیکو اس طرف توجہ ہوئی کہ اس سانحہ اعظم کو آیات قرآنی سے استنباط کرکے تحریر کرے اور کاتب الحروف نے
جو بقدر اپنے حصہ اور ادراک کے ابتداے مصائب حضرت آدم علیہ السلام سے تا آخر معرکہ کربلا
حکایات مصائب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو آیات کلام اللہ سے استخراج کرکے مرثیہ بھی
مین بصورت موزون لکھا ہی اور بعض آیات کلام اللہ محض بتائید وہبی بلا تحریف و تغییر موزون
ہوگئے ہین بسبب رعایت وزن و قافیہ اور اختصار کے اداے مضامین خاطر خواہ جیسا چاہیے
کب ہوسکتا تھا لہذا اس طرح صاف صاف اردو عام فہم مین لکھنا مناسب تر معلوم ہوا کہ
شاعری اور لفاظی اور زور آزمائی اور قافیہ پیمائی اور رنگین بیانی اور ہے اور بیان جان سخن اور
نفس مطلب اور ہی کہ اداے مطلب واقعی ہرگز اس قافیہ پیمائی اور شاعری سے بخوبی نہین ہوسکتا
لہذا بالفعل کہ بناے سخن گریہ ماتم امام علیہ السلام سے ہے لاجرم اسکا بیان مقدم ہوا بیان

نکتہ قدرت الہی کہ در گریہ و بکا بماتم امام علیہ السلام مستتر است فانظر

اب جاننا چاہیے کہ ماتم امام علیہ السلام مین رونا اور اشک بہانا بالاتفاق اجر عظیم برابر شہداے

کربلا بلکہ بمالب نرر کھتا ہے اس وفور اجر و ثواب مین جو بشارات اور اخبار متواترہ بالاتفاق منقول
ہین خود ظاہر اور معلوم ہی محتاج بیان نہین اب ایک دلیل ظاہر عقلی اور بدیہی وجہ سوجہ ملاحظہ ہو کہ
مدار نجات اخروی اور اجر و ثواب کا ایمان پر موقوف ہی اور ایمان بدون امتحان کامل معتبر نہین اور
بدون ایمان کسی عمل صالح کا اجر و ثواب ہرگز مترتب نہین ہو سکتا اور ایمان کو اللہ تعالی نے اپنی
محبت پر منحصر فرمایا ہی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ اور اپنی محبت کو اپنے حبیب کی پیروی اور
تبعیت پر منحصر فرمایا کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اور اپنے حبیب کی محبت کو
محبت اہلبیت اور ذوی القربی پر منحصر فرمایا ہی قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰے
اور ذوی القربی سے وہ اہلبیت و آلِ عبا مخصوص مراد ہین کہ جنکی واسطے آیۂ تطہیر اور آیہ مباہلہ نازل
ہوئی ہی کہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا اور آل عبا
کی تخصیص آیہ مباہلہ سے ظاہر ہی قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ
ثُمَّ نَبْتَھِلْ الخ اور انہین اہلبیت اور آلِ عبا کی محبت محض ایمان ہی کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ اور ان
اہلبیت اور آلِ عبا مین جو خاص تر اور قریب تر ہین تمام آفات اور بلیات اور مصائب و امتحانات سخت تر
انھین اشخاص خاص کیواسطے خاص ہین کہ ذکر ہر ایک کا بقید نام مرثیہ وہبی مین یون مذکور ہی ؎ ہر چند بلا آمدہ
از حکم الٰہی ✽ ہر یک ز نبی دید غم نامتناہی ✽ چندانکہ کشیدند غم و رنج و تباہی ✽ گردید عوض ہم بہمین دلکماہی
با کام دل آخر ہمہ ایام بسر شد ✽ تا زیست باسایش و آرام بسر شد ✽ لیکن ہمہ درد و الم و رنج و مصیبت
ظلم و ستم و جور و جفا محنت و شدت ✽ آفات و بلیات و تکالیف و اذیت ✽ آشوب و بلا بیکسی و
غربت و کربت ✽ اینہا ہمہ ختم ست برین پنجتن پاک ✽ زہرا و علی و حسنین و شہ لولاک ✽ چون خاتمہ پنجتن پاک
حسین ست ✽ جز و بدن صاحب لولاک حسین ست ✽ در مرتبہ بالاتر از ادراک حسین ست ✽ زان مورد
ہر گردش افلاک حسین ست ✽ از نوع بشر مرتبہ اش بسکہ فزون است ✽ آفات ہم از بہر وی از حصر فزون است
پس حسب حصر انھین اہل بیت کی محبت عین ایمان ہوئی اور یہی محبت آخرکار باعث تقویت و تکمیل
ایمان ہو کر اللہ کی محبت تک منتہی ہوئی جیسا کہ منصوص ہے اور اوپر مذکور ہو چکا ہی کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ

اور حدیث صحیح مین یون وارد ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَفَاوَتُ النَّاسُ فِی الْاِیْمَانِ عَلٰی قَدْرِ تَفَاوُتِہِمْ فِی مَحَبَّتِیْ اب اس محبت کا امتحان ضرور ہوا کہ فقط زبانی معتبر نہین پس محک امتحان محبت حبیب خدا یہ ہی کہ اوسکی اہلبیت کے غم سے غم ہوا اور راحت سے راحت ہو پس راحت کا امتحان تو عاقبت پر اوٹھہ رہا کہ اوسکا بیان ازروی نص قرآنی بجای خود مذکور ہوگا مگر اس دنیا مین اسی غم پر امتحان ہی اور غم کی علامت عالم ظاہر مین رونا ہی اور رونیکا اعتبار اشک ریزی سے ہی اور اشک ریزی بدون جوش خون دل بارادہ واختیار خود ممکن نہین اور جوش خون دل بدون حرارت آتش محبت محال کہ اسکی اصل حقیقت اور شبیہ بعینہ ہُوبہو یہ ہی **بیان ماہیت و حقیقت اشک چشم** اب اسکو سمجھنا چاہیے کہ اشک چشم کی بعینہ یہ صورت ہی کہ جیسا دیگ مین کوئی رقیق شی سیال کسی رنگ کی بھری جائی اور اوسکو دیگدان پر رکھکر سرپوش سے بند کیا جاوے اور نیچے اوسکے آنچ ہو جب حرارت آتش سے اجزای سیال اندر سے جوش کہاتے ہین اوسکے بخارات اوٹھکر سرپوش تک پہونچتے ہین وہی قطرہ قطرہ شفاف پانی ہوکر ٹپکتے ہین جیسا دیگ بھبکے عرق کش کیصورت متعارف ہی آب بعینہ دیگ سینہ اور کاسہ سر اور خانہ چشم اور قطرات اشک کیصورت اسیطرح سے ملاحظہ ہو کہ جبتک آتش محبت اہلبیت سے خون دل دیگ سینہ مین جوش نہین کہاتا ممکن نہین کہ سرپوش کاسہ سر سے بخارات خون دل خانہ چشم سے پانی ہوکر قطرہ قطرہ ٹپکے اور بدون جوش حرارت آتش محبت کے ممکن نہین کہ بقصد اور تصنع آنکھون سے آنسو نکل سکے پس شہدای معرکۂ کربلا سے تو خون بدنکا دیکھا دیکھی گرایا تھا اور یہ سامع دفور جوش محبت سے خون دل کا بن دیکھے فقط سُنْنے سے گراتا ہے وہان روبرو سامنے تھا اور یہان غیبت مین بعد سالہای دراز ہے اس صورت مین ملاحظہ ہو کہ کسقدر اس محبت غائبانہ کو ترجیح ہی اسیواسطے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی شان مین ہر صفحہ کتاب اللہ گواہی دیتا ہی کہ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ جب بنای اصل مادہ اشک چشم کی یہ محبت ثابت ہوئی پس لامحالہ غم اہلبیت مین گریہ اور بکا کرنا منتہاے دلیل محبت ہی اور یہی محبت عین ایمان مایۂ نجات و اجر

اخروی ہی اسصورتمین اس بکا اور گریۂ اشک ریز کا مرتبہ دیکھنا اور سمجھنا چاہئیے اور یہ ماتم عام ازلی ایسا نہین کہ کوئی اس سے خالی ہو چونکہ امتحان کمال محبت اشک چشم سو ہے اور محبت عین ایمان اور صفت کمال ایمان کی نسبت يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ سر صفحۂ کلام اللہ سے منصوص ہے اور تخصیص اور تنزیل اس کتاب الٰہی کی محض واسطے ہدایت یومنون بالغیب کے مفہوم معنی آیہ سر صفحۂ کلام اللہ سے صریح تر ہے کہ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ الخ اور ایمان محض محبت اور محبت کی شناخت اور امتحان اشک چشم ہے اور یہی اشک چشم دلیل ماتم اور غم و الم ہے اس نظر سے اندکے باسعار نظر ملاحظہ درکار ہے کہ تمام سراپاے کلام اللہ سے کنایہ غم و الم کا ہویدا ہے **تمہید مضمون غم و الم بطرز شاعرانہ** چہ ماتم ست کہ با مصحف آمدہ توام ✻ سیاہ پوش بود حرف حرف نین ماتم ✻ الم شد از سر قرآن علم اَلَمْ نَعْلَمْ ✻ کہ ہست حرف الف لام میم بشکل اَلَمْ ✻ مگر کنایہ بلفظ اَلَمْ نمی بینے ✻ بخواندن ست جدا در نوشتن ست بہم ✻ چنان نمود سرایت الم بلفظ اَلَمْ ✻ کہ حرف حرف بخواندن جدا شدہ ست از ہم ✻ مگر ز روز ازل شد قلم نشانِ اَلَمْ ✻ کہ این چنین بسر لوح گشت جفّ قلم ✻ بود بذکر شہادت براعت استہلال ✻ مقدم آمدہ این حرف در کلام قدم ✻ سواد حرف دیدہ نقطہ شد بر عین ✻ کہ عین سورۂ عَمَّ شد ز نقطہ صورت غم ✻ غم و الم ہمہ قرآن بود ز سر تا پا ✻ اَلَمْ بہ اول و آخر غم ست سورۂ عَمَّ ✻ کہ پارہ پارہ ز غم مصحف ست سی پارہ ✻ ببین در و وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا ہست رقم ✻ اَلَمْ بہ اول قرآن خبر دہد ز ازل ✻ غم از ابد خبر آمد ز آخرش بہم ✻ ازل ابد ہمہ را در گرفت این ماتم ✻ چہ جن و انس چہ روح و ملک چہ لوح و قلم ✻ فلک بنیل قبا و زمین بخاک طپان ✻ تب از حرارت غم کرد مہر اعظم ✻ نجوم دیدہ حیران قمر بخسف محاق ✻ بگریہ ابر و شفق غرق خون ملک بندم ✻ کشیدہ ست ز شب چادر سیہ بر سر ✻ اسیر روز سیاہ است در روش ہم ✻ زآیۂ لَهُمُ اللَّيْلُ آیتی ز غم ست ✻ شدہ ست نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ بسکہ اہم ✻ ہنوز لرزہ آید چو بارہا بزمین ✻ ز غم بلرزہ در آیند خفتگانِ عدم ✻ کدام چشم کزین غم ہمیشہ گریان نیست ✻ بدیدۂ گل خندان ہم اشک از شبنم ✻ ز معنیِ وَجِلَتْ رقتِ قلوب بدان ✻ ہم از تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ اشک دیدہ نم ✻ بقا ست الف لام میم

زلعت و دہن ✻ مجسم ست الم صورت بنی آدم ✻ غم حسین چو در ہر دو عالم ست تمام ✻ ہمہ بسوی بود فقط از غم اگر چہ زاست ✻ قدم

شعر مضمون وہی ہے ٭ ولی چو غم ہمہ عالم ست و غمخوار ٭ بدون غم نتوان بود غمخوار عالم ٭ اب اسکو لحاظ کرنا
چاہئے کہ ابتداے خلقت آدم سے تا ایندم کوئی سانحہ عجیب اور عظیم تر صفحۂ گیتی پر معرکۂ کربلا سے زیادہ واقع نہین ہوا
اور نہ آیندہ ہوا ہے روز قیامت کو ایسے سانحۂ عظیم کی خبر ہے سو وہ روز قیامت بھی محض واسطے تدارک
اور سزا ورہی اسی معرکۂ کربلا کے موعود اور مخصوص ہے ٭ این انتقام گر نفتادے بروز حشر ٭ با این
عمل معاملہ دہر چون شدی ٭ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ صفت اور شان اوس روز خاص
کی ہے اور ظالمین سے اشقیاے خاص معرکۂ کربلا مراد ہین جسکا شرح و بیان آیندہ انشاء اللہ تعالی بتصریح و
تنصیص آیات قرآنی آتا ہے اور اوس روز مین وہ احکم الحاکمین قاضی حشر حاکم محکمۂ قضا و قدر بتمام عظمت و
جبروت بذات واحد حکم فرما ہوگا کہ یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ بیان
اوسکا ہے اوس وقت مین کہ وہ رحمۃ للعالمین بحکم استثناے اِلَّا بِاِذْنِهٖ اور بپاس وعدہ وَلَسَوْفَ
يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى بمقام عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اور بر مسند مَقْعَدِ صِدْقٍ
عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ کے جلوہ فرما ہوکر تمام و کمال سو درجہ رحمت الہی سے مجسم ہوکر ہمہ تن
محو شفاعت ہوگا جیسا کہ حدیث صحیح مین آیا ہے اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ
یَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ بَیْنَهُمْ وَتِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ یعنی واسطے اللہ کے سو درجہ رحمت کے
ہین اون سو درجون سے ایک درجہ تمام ذوی الارواح متحرک بالارادہ کو رحمت ہوا کہ جو
باعث پرورش اولاد و یگانگان تمام مخلوقات اور عشق مجازی کا ہے اور ننانوے درجہ
باقی واسطے روز قیامت کے ہین فقط اور یہ ثابت ہے کہ یہ ایک درجہ رحمت اور محبت کا
بھی روز قیامت مین سب سلب ہوکر اونھین ننانوے درجون مین شامل ہوکر پورے سو درجہ
کامل ہو جاوینگے اوس وقت بسبب سلب ہو جانے اوس ایک درجہ رحمت کے برادر برادر سے
اور پسر پدر سے اور مادر دختر سے جدا ہوکر آپسمین اسقدر دشمن یکدیگر ہوکر نفرت کرینگے کہ اللہ تعالے
خبر دیتا ہے کہ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ الخ یہانتک کہ عشاق
بازی مثل لیلی مجنون اور شیرین فرہاد اور وامق و عذرا بھی معشوقون سے نفرت کرینگے بلکہ دشمن یکدیگر

ہوجاوینگے جیسا کہ اللہ تعالی جلشانہ فرماتا ہی اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُہُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اور دوست
جانی آپسمین دشمن جانی ہوکر حسرت سے کہینگے کہ کاش ہم فلانے شخص سے دوستی نکرتے جیسا کہ
اللہ تعالی فرماتا ہی یَا وَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا الخ فقط آدمین ایک درجہ رحمت عام
سلب ہونے سے یہ حال تمام خلائق کا ہوگا یہانتک کہ انبیا کو بھی اپنی اپنی جان کی پڑی ہوگی کہ
بحال خود مضطر ہوکر نفسی نفسی کہینگے آوسوقت مین وہ سو درجہ رحمت تمام وکمال مجسم ہوکر
جیسا مذکور ہوچکا ہے مقام محمود مین اور مسند مَقْعَدِ صِدْقٍ کے جلوہ فرما ہوکر محو شفاعت ہوگا
اوسوقت سخت مین اپنی ذات خاص کیواسطے کچھ پروا نکرے اور اپنے نفس کو امت پر فدا کرکے
اُمتی اُمتی کہتا ہوگا اسی مقام سے اللہ تعالی خبر دیتا ہی کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ
اسطرف تو یہ شفاعت اور رحمت عام کا سامان ہوگا کہ دفعۃً درمیان عرصہ قیامت کے منادی نداکریگا کہ
یَا اَیُّہَا الْاِنْسُ وَالْجِنُّ کُلُّہُمْ اَجْمَعِیْنَ طَاْطِؤُا وَاحْتَجِبُوْا عُیُوْنَکُمْ الخ یعنی اے تمام انس وجن ہٹو ہٹو
راہ چھوڑ دو اور چھپاؤ اپنی آنکھین کہ حضرت خاتون قیامت صلوۃ اللہ علی ابیہا وعلیہا تشریف
لاتی ہین اوسوقت کا حال خیال کیا جاوے کہ کیا عالم ہوگا پس قیامت اسی کا نام ہی کہ محض ایسی
داوری کیواسطے یہ روز خاص قیامت کا قرار پایا ہی حضرت خاتون قیامت کا محل قضا وقدر مین اوسکی
داوری کے قیام فرمانا اسیکا نام قیامت ہی ع کہ برپا شدہ ہست از قیامت قیامت ✤ اور وجہ تسمیہ
خاتون قیامت کی بھی یہی ہی کہ گفتہ شدہ ست زین حادثہ پیدا شدہ مضمون قیامت ✤ آورد قیامت
غم خاتون قیامت ✤ اب اوسکے امعان نظر سے ملاحظہ ہو کہ درحقیقت روز قیامت وہی تھا جو کربلا
مین دو جمعہ عاشورا ے محرم مین گذرگیا اسی داوری اور رو بکاری کیواسطے جو روز خاص جو دتھا اوسکا
بھی یہی نام قرار پایا اور یہ خود معلوم اور متفق علیہ ہی اور مولانا رفیع الدین علیہ الرحمہ حدیث صحیح سے رسالہ
قیامت مین لکھتے ہین کہ دہم محرم عاشورا روز جمعہ کو روز حشر واقع ہوگا اس نظر سے بھی یہی روز واقعہ کربلا
اصل روز قیامت کا ثابت ہوتا ہی کہ روز محشر اسی کی فرع ہوا در اسی رسالہ قیامت مین حضرت خاتون
قیامت کا بسواری ناقہ عرصۂ عرصات مین تشریف لانا اور سب اہل عرصات کا آنکھ چھپانا بصراحت

تمام مذکور ہے اور بیچ شرح و بیان اسی روز قیامت کی تمام کلام اللہ بر نزہے اور واسطے افہام عام کے
خامۂ کاتب سے مرثیہ وہی مین یون ادا ہوا ہے ؎ وقتیکہ بیک نیزہ رسد مہر درخشان ٭ وقتیکہ اولوالعزم
بود مضطر و حیران ٭ وقتیکہ رسولان ہمہ نفسی شدہ گویان ٭ وقتیکہ پدر شد ز پسر نیز گریزان ٭ وقتیکہ شود
زیر و زبر عالم امکان ٭ وقتیکہ ز انسان متنفر بود انسان ٭ آنوقت کجا تاب سخن نوع بشر را ٭ جز آنکہ
دہد در رہ حق لخت جگر را ٭ آنرا کہ چنین حق شدہ ثابت بر یزدان ٭ آنکس کہ فدا شد برہ حق بدل و جان
آنکس ہمہ تن غرق بخون با دل بریان ٭ پیراہن پرخون بکف والدۂ آن ٭ خواہد چو باین شکل بمحشر ز خداداد
یا بد بیقین سبط پیمبر ز خداداد ٭ آن داد چہ خواہد عوض اینہمہ خدمت ٭ از حضرت حق مغفرت جملۂ امت
مارا ز گنہ سوی زمین روی ندامت ٭ او راز کرم دست دعا بہر شفاعت ٭ ہر یک بر خویش براند بسجان وقت و
او است من گفتہ بخواند بسجان وقت

بیان سر نازک و نکتۂ باریک کہ درینمقام ست

اب یہان سے ایک سر نازک و نکتۂ باریک اور سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالی نے ایسے رحمۃ للعالمین کو
محض واسطے شفاعت اور رحمت عام کے ہمہ تن رحمت مجسم ازل سے پیدا کیا اور حکم عام بھی واسطے
رحمت عام کے فرمایا کہ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور اجازت مین بھی واسطے شفاعت کے
استثنا فرمایا کہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اور اس امت کو ازل سے امت مرحومہ لقب
دیکر خامۂ قدرت کو حکم فرمایا کہ اُکْتُبْ یَا قَلَمُ قلم نے چاہا کہ اس امت مرحومہ کو بھی مثل امم انبیاء سابقین تحریر
کرے کہ سب گنہگار دوزخی ہین اور بیگناہ بہشت مین جاوینگے یکبارگی آواز غضبناک بہیبت تمام آئی کہ
تَاَدَّبْ یَا قَلَمُ تَاَدَّبْ یَا قَلَمُ یعنے ادب کر اے قلم ادب کر اے قلم ملاحظہ ہو کہ لفظ تادب آئی توقف اور تامل
کی نہ آئی یہانتک کہ اس ہیبت سے قلم شق ہو گیا کہ شگاف قلم اوسکی علامت بیان کرتے ہین آخر بعد
ہزار سال کے پھر صانع قدرت نے قلم کو پیدا کیا اور پھر حکم لکھنے کا فرمایا قلم اس مقام مین آکر ٹھہر گیا
اور خوف الہی سے کانپنے لگا کہ امت مرحومہ کے حق مین کیا لکھے کہ یکبارگی حکم ہوا اُکْتُبْ یَا قَلَمُ
اُمَّۃٌ مُّذْنِبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ یعنی لکھ اے قلم کہ امت گنہگار اور پروردگار بخشنے والا ہے ؎ بعد
تحریرات دیگر چون قلم آمادہ شدہ ٭ تا جزای امتش سازد رقم چون دیگران ٭ صیحہ از قہر حق آمد تادب

یا قلم × دفعۃً شق شد قلم از ہیبت حق ناگہان ÷ امت مذنب بود ہذا ورب او غفور ÷ چون ندا آمد کہ
اُکتُب یا قلم این راچنان ÷ پس قلم زد خامۂ قدرت معاً این حکم را ÷ کے میسر شد چنین نعمت بدیگر
مرسلان ÷ توبۂ آدم ز استشفاع نورش شد قبول ÷ شد نجات نوح از طوفان ز نامش در زمان ×
صحت اس مضمون کی حدیث صحیح سے غایت تواتر سے محتاج بیان نہین معہذا بالاتفاق بتواتر ثابت ہے
کہ ہنگام وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملک الموت منتظر اجازت کو آستانہ مبارک پر کھڑے
ہین اور آپ بانتظار جبرئیل علیہ السلام حکم قبض روح کا نہین فرماتے ہین اور حضرت جبرئیل بار بار آکر
مژدۂ انتظار اور محو نثار حوران بہشتی اور آراستگی بہشت اور پیامات طلب جناب باری عز اسمہ
بکمال انتظار بلکہ اشتیاق لاتے ہین اور طرح طرح کی خوشخبریان سناتے ہین مگر آپ ہر مرتبہ وعدۂ شفاعت
اور مغفرت تمام امت مرحومہ کا چاہتے ہین اور ہر مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اوسکے جواب مین مژدہ ہای مغفرت
امت کثیر بقید تعداد کثیرہ لاتے ہین مگر آپ ہرگز نہین راضی ہوتے ہین اور ہر مرتبہ بار بار یہی جبرئیل
امین سے فرماتے ہین کہ مقدار معین کی قید کیسی ایک حرف کافی ہے کہ سب تمام وکمال امت
مذنب کی مغفرت کا یکبارگی قطعاً حکم اور وعدہ ہوجاوے مگر باینہمہ اصرار اور مواعید ازلی حکم مغفرت
کلیۂ امت کا نہ ہوا تا اینکہ آخرکار بعد اصرار بسیار و آمد و شد بار بار حضرت جبرئیل امین یہ آیہ مجمل اور
جامع اور رافع لائے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ یعنی قریب تر ہے کہ عطا کریگا پروردگار تیرا
پس راضی ہوگا تو یعنی جسمین تو راضی ہوگا وہ کریگا آپ ملاحظہ ہو کہ بعد اسقدر اصرار اور قیل وقال
بسیار کے یہ وعدہ مبہم آیا اور کلیۂ حکم قطعی واسطے تمامتر امت کے نہ آیا تا اینکہ آنحضرت فی اسی وعدۂ اخیر
ربک فترضی پر راضی ہوکر اجازت حضوری اور قبض روح کی حضرت عزرائیل کو فرمائی جسکا بیان مرثیہ
وہبی مین خامۂ کاتب سے یون برآمد ہوا ہے اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ آورد جبرئیل أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
خبر از محکم تنزیل × از ذَائِقَةُ الْمَوْتِ خبر داد بہ تعجیل × آمد بجناب بش ملک الموت بہ تقبیل ÷ حاصل چو
اجازت ز رسول دو جہان شد ÷ پس معنی حرف أَفَإِنْ مَاتَ عیان شد ÷ کما قال عز وجل وَمَا
مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ الخ یعنی نہین ہے محمد مگر رسول البتہ گذری

قبل اونکی رسولان یاسیہ کہ اگر مثل رسولان ماضی کے وفات پاوی یا قتل کیا جاوے اب
یہاں مین یہ نکتہ صریح تر ملاحظہ ہو کہ موت کی لفظ پیشتر ہے اور قتل کی لفظ بعد ہے یہ گویا کنایہ صریح ہی
معرکہ کربلا کا کہ موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشتر واقع ہوگی کما وقع اور قتل شہادت
بعد اونکے جیسا کہ کربلا مین واقع ہوا اسی کنایہ بلیغ سی بصراحت ثابت ہی کہ درحقیقت یہ شہادت
معرکہ کربلا شہادت خاص جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی جیسا کہ کتاب سر الشہادتین
مین واضح تر لکھا ہے آب یہ نکتہ ملاحظہ ہو کہ کلام اللہ مین لفظ مَاتَ پیشتر ہے اور قُتِلَ بعد ہے
ان دونون لفظون کی ترتیب قبل و بعد مطابق واقع کی کیا حاجت فقط لفظ مَاتَ کافی
تھی پس اگر یہی قتل شہادت معرکہ کربلا لفظ قُتِلَ سے مراد نہ لی جاوے بارے یہ لفظ کلام اللہ
مین زائد اور بے معنی اور خلاف واقع بیکار ٹھہرتی ہے فَافْہَمْ وَتَدَبَّرْ اور اس قتل شہادت کا
بیان جو معرکہ کربلا مین خاتمہ آل عبا پر ختم ہوئی ہے مرثیہ وہی مین خامہ اس سیہ نامہ سے
یون برآمد ہوا ہے کہ ٥ انصار و موالی و عزیزان و مددگار ✤ گشتند شہید دم شمشیر ستمگار
تنہا بمیان آن خلف حیدر کرار ✤ بی مونس و بی ہمدم و بی یاور و بی یار ✤ از نقش گریبان بمقامی
کہ نشان شد ✤ آنجا بچسان خنجر بیداد روان شد ✤ آنکس کہ بود ابن شہ ساقی کوثر ✤ آنکس کہ بود مردمک
دیدۂ حیدر ✤ آنکس کہ بود لخت دل فاطمہ اطہر ✤ آنکس کہ بود جان و دل و روح پیمبر ✤ آن شخص
گرفتار بلیات حسین ست ✤ در کرب و بلا مورد آفات حسین ست ✤ آن سینۂ گنجینہ اسرار الٰہی
اکنون شدہ گنج الم نا متناہی ✤ آن سر کہ سرافراز بود افسر شاہی ✤ آن جسم مطہر بچنین رنج و تباہی
بر سر خاک طپان وای مصیبت ✤ وان سر بسر نوک سنان وای مصیبت ✤ آنکس کہ بجسم ہمہ تن نور خدا بود
آن نور خدا را بزمین سایہ کجا بود ✤ در سایہ لطف و کرمش ارض و سما بود ✤ کی سایہ جسمش بسر خاک و ما بود ✤
چون سایہ فتادہ بزمین جز تنش آہ ✤ ز سایہ میسر شدہ و نی کفنش آہ ✤ خورشید ہدایت ز نظر چونکہ نہان شد
از ماتم او تیرہ و تاریک جہان شد ✤ جن و بشر و روح و ملک نوحہ زنان شد ✤ کونین پر از غلغلہ یا لہفا
شد ✤ آثار قیامت بجہان در ہمہ برپاست ✤ از شور بکا یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ہویداست ✤

زد پنجۂ خورشید گریبان سحر چاک * از رنگ شفق غرق بخون پیکر افلاک * آن شهزادۂ دین سبط نبی شہ لولاک * افتاد تنش بی کفن و سر بسر خاک * آن سر کہ سر عالم و ہم عالمیانست * ہیہات کہ حالا بسر نیزہ روانست * انصاریہ تا شام چگویم کہ چسان رفت * تن زخمی و بر خاک طپان سر بسنان رفت * القصہ بنا کامی و حسرت زجہان رفت * مظلوم بکام دل اعدا بجنان رفت * مثل دگران راحت و آرام ندیدہ * در دہر بجز محنت و آلام ندیدہ * اب اوس سر نکتۂ تقدیر اور مغز سخن کو جو بیشتر بیان ہو چکا ہی سمجھنا چاہیے کہ وعدۂ قطعی امت کا باوجود اوسقدر اصرار اوس رحمت مجسم کے محض کسی روز کیواسطے اوٹھہ رہا تھا اگر اوسوقت وعدۂ مغفرت تمام امت کا قطعاً ہوجاتا آج واسطے تعذیب اور انتقام اشرار کربلا کے اور صورت داوری حضرت خاتون قیامت صلواۃ اللہ علیہا کی کون تھی اور قرار داد داورگاہ روز قیامت سے بروز خاص عاشورا دہم محرم یوم جمعہ کون حاجت تھی فافہم اور تدبر اسمین اور کئی حکمتین اور مصلحتین آلہی ظاہر ہوتین ادہر تو جمیع مراتب صبر و شکر اور رضا و تسلیم اور خلت کے ختم ہوئے اور شہادت اسکی ذیل مین خود حاصل ہی اور ادہر امتحان کمال محبت محبان اہلبیت کا اس شکل پر کی اور ماتم داری سی بواقعی متصور کہ بدون جوش حرارت آتش محبت آبدیدہ ٹپکنا باختیار و ارادہ خود ممکن نہین جیسا کہ بیشتر مذکور ہو چکا ہی اور یہی محبت محض ایمان ہی اور محبت کی شان یہ ہے کہ محب کے غم سے غم اور راحت سے راحت ہو پس غم کی پہچان اور محک امتحان تو اس دنیا مین اشک چشم ٹھہرا اور راحت کی پہچان اور امتحان اس دنیا مین کیا ہو سکتا تھا کہ انسان بتصنع بھی خندان ہو سکتا ہی اور اشک نکلنا بتصنع محال لہذا راحت کا امتحان عاقبت اور قیامت پر اوٹھہ رہا جیسا کہ اس دنیا مین رونا اور آنسو نکلنا بارادۂ خود ممکن نہین ویسا اوس روز حشر مین کہ اولوالعزم بادل بلرزند ہو رہے شان اوسکی ہی ہنسنا اور خوش ہونا بارادۂ خود ممکن نہین کہ زہرہ آب ہوگا مگر یہ کہ جسوقت مومنین محبان اہلبیت کو حال ذلت اور خواری اور رسوائی اور عذابات اشرار کربلا اللہ تعالی دکھاویگا بے اختیار اوس معرکۂ حشر مین کمال محبت اہلبیت سے ہنس پڑینگے پس یہی خوش ہونا اوسوقت کا مایۂ کمال امتحان ہے

ہوگا کما قال عز و جل فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون یعنی آج وہ دن ہی کہ مومنین حال
ذلت وخواری کفار کا دیکھکر بے اختیار ہنس پڑینگے باقی احوال امتحان اس امت کا جو بروز قیامت
موعود ہی انشاء اللہ تعالی آیندہ از روی نص قرآنی بصراحت تمام بجاے خود بیان کیا جائیگا
بالفعل اس دنیا دار المحن و البلا مین محک امتحان یہی اشک چشم ہے پھر کیونکر اس رونیکا اجر
شہداے کربلا سے اگر زیادہ نہو بارے برابر مین کیا کلام ہو سکتا ہی پس ای ماتمیان
شہ دین آہ کجائید ✤ در کار جہان اینقدر آشفتہ چرائید ✤ اندک بتامل ہمہ غور نمائید ✤ از مہر خدا
دیدہ انصاف کشائید ✤ کاین معرکہ کرب و بلا بہر چہ بودہ است ✤ خونریزی شاہ شہدا بہر چہ بودہ است
کما ذکرتہ آنفا یہ معنی ہین اوس مضمون متعارفہ عوام کے جو کہتے ہین کہ امت کی بخشوائی کیواسطے
اپنا سر دیا معاذ اللہ ہزاران ہزار سرہاے امت گنہگار اوسکے ناخن پا اور اوسکے نام پر نثار
ہونا مایہ مغفرت اور نجات دارین ہی اور کمال رافت اور رحمت اوس ارحم الراحمین کی کب
مقتضی تھی کہ ایسے گنہگاران روسیاہ سراپا تقصیر کی مغفرت ایسے اپنی محبوب کی محبوب کے
قتل پر مشروط کرتا مگر وہ قادر مطلق بدون قتل ایسی بیگناہ گوشوار عرش برین کی امت مرحومہ ازلی
کو نہین بخش سکتا تھا کہ خود فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری اور کیسا قتل ان مصیبتون اور
تکالیف کی ساتھہ جیسی کہ معلوم ہے ہان مگر یہ گریہ اس اشک چشم سے امتحان محبت اور تکمیل ایمان کی
البتہ بواقعی متصور ہی جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اور یہی ایمان اور محبت صریح مایہ مغفرت ہی فافہم اب
اس مقام پر چند شبہات حیرت افزا مومنین محبان اہلبیت کو واقع ہوتی ہین کہ مومنین کو مایہ تردد
اور حیرت اور منکرین کو حجت انکاری اور الزامی بہم پہونچتی ہی اور مومنین عوام لا یعلم کو اونکی مقابلہ
مین عجز جواب سے ہوکر مایہ لغزش اور ضعف ایمان ہوتا ہی اور بات دور تک پہونچ جاتی ہی پس واسطے
رفع کرنے ایسے شبہات اور ترددات عظیم کے ایسی وقت مین یہ کتاب ترتیب و بنا ضرور تر ہوا فافہم
اول شبہہ اور تحیر عظیم ارباب معنی کا یہ ہی کہ اس ظلم عظیم ناحق کا فاعل کسکو ٹھہراتی ہو بظاہر یہ ملاعین
اشرار کربلا صحیح ظاہر ہین اور بعضی بیچتاب کھاکر اپنا غصہ چرخ ستمگار پہ نکال لیتے ہین کہ اے

چرخ عاقلی که چه بیداد کرده ٭ ورفتنه با چنین ستم ایجاد کرده ٭ کام یزید داده از کشتن حسین ٭ بنگر که قتل که ولشاد کرده ٭ تا چرخ سفله بود خطای چنین نکرد ٭ بر هیچ آفریده جفای چنین نکرد ٭ پس اگر موافق عقیدہ ارباب باطن کی فاعل حقیقی کیطرف نسبت کیجاوے کہ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ الخ اسصورت مین یزید ملعون اور اشرار کربلا بچ جاتے ہین حال آنکہ ملعون ابدی ہونا جمیع اشرار کربلا کا نصوص قطعیہ متواترہ سے ثابت ہے جسکا آگے بتصریح آیات قرآنی ذکر آتا ہے انشاءاللہ تعالی معہذا اگر بحسب بداہت ظاہر و بدیہی سب اشرار کربلا کیطرف منسوب کرکے ملعون ابدی قرار دیجے یاری وہ چشمہ آب کا خیمہ گاہ حرم سے کسنے خود بخود غائب کردیا اور حسب صلاح دہی حضرت حُر کے لشکر شہید مظلوم کا تمام شب روارد دشت کربلا سے کوچ کرگیا اور پھر صبح کو اوسی مقام خیمگاہ مین ذوالجناح ٹھہر گیا اور کسطرح جنبش نکی پھر اوسکا فاعل عالم ظاہر مین کسکو ٹھہراتی ہو اور اسجگہہ اوس فاعل حقیقی نے کیون اپنا فعل خاص بے پردہ عالم اسباب کے ظاہر کردیا پھر اسمین کیا اسرار حکمت الٰہی ہے معہذا جو بحکم ظاہر شریعت اور نص قرآنی سب اشرار کربلا ملعون ابدی و جہنمی بھی ہوئے جیسا کہ آگے مذکور ہوتا ہے پھر بھی یہ سزای عام کہ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۤؤُهٗ جَهَنَّمُ علی العموم وارد ہے ایسے مظالم شدیدہ کی کیا سزا ہوئی ایسے عجائب اسرار الٰہی مین البتہ غور و تامل درکار ہوتا ہے **تحیر دوم** یہ ہے کہ عمدہ ترین شرائط اعظم شہادت اور غزای کفار مین یہ ہے کہ مقابلہ کفار حربی غیر کلمہ گو سے ہو اور مایہ نزاع محض دعوت اسلام اور تکلیف کلمۂ شہادت ہو اور کچھ غرض ذاتی اور نفسانی نہو جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام کے حال مین مذکور ہے کہ آپ نے ایک کافر حربی غیر کلمہ گو کو مغلوب اور زیر کرکے خنجر اوسکی گردن پہ رکھکر دعوت کلمۂ شہادت کی اوس کافر نے کلمۂ شہادت نہ کہا آپنے غیظ و غضب مین آکر چاہا کہ سر اوسکا جدا کرین کہ اوس ملعون نے آب دہن اپنا چہرۂ مبارک کیطرف پھینکا فوراً آپ اوسکے سینہ پر سے اوٹھکھڑے ہوئے اور خنجر کو نیام مین کیا کہ اوس کافر نے متحیر ہوکر سبب پوچھا آپنے فرمایا کہ پہلے مین تجکو بلا عداوت نفسانی محض بسبب کہنی کلمۂ شہادت کی قتل کرتا تھا وہ قتل کرنا بحکم شرع اکار کہتا تھا اب جو تونے تھوک مارا عداوت نفسانیکا دخل ہوگیا پھر تیرا قتل کرنا خالصاً للہ نہو

شحبہ و سر

بلکہ للنفس ہوجاتا اسواسطے مین نے تجکو عمداً چھوڑ دیا فقط یہ سنکر وہ کافر فوراً قدم پر گرا اور صدق

دلسے ایمان لایا جیسا کہ مولانای روم فرماتی ہین ؎ اوخیو انداخت بر روی علی * افتخار ہر نبی و ہر

ولی * الخ اب ملاحظہ ہو کہ خاص اہم ترین شرط شہادت اور غزا کے یہان بظاہر مفقود اور ہزار ہزار

طرح کے مصائب اور تکالیف اور شدائد اور اذیت اور رنج اور تباہی اور غارتگری اور آتش زنی

خیام اور اسیری اور توہین اہل حرم مین کوئی دقیقہ ذلت وخواری کا اوٹھہ نرہا یہانتک کہ چشمۂ آب بھی

خود بخود غائب ہوگیا پھر یہ سب امور لوازم شہادت سے تھی اسکے مقابلہ مین امر شہادت آسان تر

اور سہلتر تھا فقط یہی سبب اور یہی وجہ اور یہی جرم کافر کے ہاتھہ سے قتل ہوجانا واسطے شہادت کے کافی تھا

جیسا شہادت جناب امیر علیہ السلام کی یا شہادت معنوی جناب حضرت امام حسن علیہ السلام

کی واقع ہوئی بارے اسمین کیا اسرار الہی ہے تحیر سوم اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب ہجوم بلیات اور مصائب

شدیدہ محض واسطے امتحان کی تھا کہ سب انبیا پر علی قدر حال ہرگونہ ہجوم بلا اور مصائب کا بالاتفاق ہے

کما لا یخفی علی اولی النھی اس تصور مین بھی دفع تحیر واقعی نہین ہوسکتا کسواسطے کہ ہجوم بلیات کا واسطے امتحان

جمیع برگزیدگان بارگاہ کبریا مسلم مگر آخر کار بعد تکمیل امتحان کی مقابلہ کفار مین امداد انبیا اور ہزیمت و ہلاک

اور شکست کفار اور نجات انبیا اور غلبۂ انبیا بھی مسلم ہے کہ اسکی شرح اور تفصیل دراز ہے اور کلام اللہ مین

واضح تر ہے چنانچہ نجات اور امداد حضرت آدم علیہ السلام کی بحکم فَتَابَ عَلَیْہِ الخ اور امداد اور نجات

نوح علیہ السلام بمفاد فَاَغْرَقْنٰھُمْ اَجْمَعِیْنَ الخ اور امداد حضرت ابراہیم کی اول فوج جنود پشہ سے ہوئی

پھر امتحان ثانی مین امداد نمایان بحکم قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ اور امداد آخر مین وَ

فَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور حفظ لوط علیہ السلام کا بمفاد فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا اور عود بصارت یعقوب علیہ السلام

بحکم اَلْقٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا اور کشف ضر ایوب علیہ السلام کا بمفہوم آیہ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ

وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور امداد موسیٰ علیہ السلام اور اغراق تمام لشکر فرعون بمصداق حَتّٰی اِذَا

اَدْرَکَہُ الْغَرَقُ اور قبول توبہ داؤد علیہ السلام بہ بشارت فَغَفَرْنَا لَہٗ ذٰلِکَ اور دفع فتنۂ

سلیمان علیہ السلام اور عطای بےحساب بہ بشارت ھٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِکْ بِغَیْرِ حِسَابٍ

اور حفظ عیسی علیہ السلام کا بنص مَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ علی ہذا ہر گونہ حفظ و
امداد اور اعانت اور نجات اور فتح اور نصرت اور غلبۂ دین اسلام اور تسلط حضرت خاتم الانبیا
صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً بارہا با امداد ملائک خود محتاج بیان کا نہیں کہیں بحکم يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ
مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِينَ اور کہیں بمصداق بِثَلٰثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِينَ علی ہذا سورۂ
انا فتحنا اور اذا جاء وغیرہ آیات بشارت فتح اور امداد غنائم کثیرہ محتاج بیان نہیں المختصر بلا بقدر و لا
اور امتحانات سخت بقدر محبت جمیع خاصان برگزیدگان درگاہ کبریا اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے واسطے بے شبہہ ازل سے مخصوص ہیں کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں اِنَّا مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً ؎ بر خوان غم چو عالمیان را
صلا زدند ٭ اول صلا بسلسلۂ انبیا زدند ٭ کہ مفہوم اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِينُ اور مفاد
مضمون وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيمَ اس تخصیص پر شاہد عادل ہے مگر ایسا سانحہ عجیب حیرت افزا
جو معرکۂ کربلا میں واقع ہوا کہاں تھا ؎ کو خاص بہر خاصہ درگاہ الٰہی ٭ از روز ازل گشت غم نامتناہی
چندانکہ کشیدند غم و رنج و تباہی ٭ گردید عوض ہم بہمین دار کماہی ٭ چون حضرت شبیر کہ راضی برضا
بود ٭ زینسان کہ تہ خنجر تسلیم و رضا بود ٭ مگر وہ بلائیں امتحانی اور سختیں کہ بعد امتحان کامل
فوراً دفع ہو کر اصلاح واقعی ہو گئی اور ظفر بالمطلوب اور استیصال اعادی بخوبی تمام ہو کر ہر گونہ
نجات اور فلاح انبیا اور امداد واقعی صورت پذیر ہوئی ؎ باکام دل آخر ہمہ ایام بسر شد
تا زیست باسایش و آرام بسر شد ٭ پس یہ سانحہ معرکۂ کربلا اگر اسی طرح واسطے امتحان کے
تھا چاہیے تھا کہ بعد اتمام جمیع مصائب اور امتحانات واقعی آخر کار یہاں بھی مثل انبیاء سابقین
امداد واقعی اور ظفر براعدا ہوتی جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کیواسطے ہر امتحان میں بعد تکمیل امتحان
حفظ واقعی اور امداد کامل ہوئی امتحان آخرین جو سخت تر تھا جب اللہ تعالی نے دونون
باپ اور فرزند کو واقعی جانچا باپکو ذبح فرزند پر مستعد پایا اور فرزند کی بھی مستعد ہو کر کہا کہ يَا اَبَتِ
افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِينَ آخر بعد اس امتحان کامل کی طرح جسمی

امداد نمایان ہوئی اور اودہر چہری کو حکم ہوا کہ خبردار تا موکو بھی ضرر نہ پہونچے اودہر فدیہ بھی فوراً پہونچا
فَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور اسپر بھی یہ بشارت مزید کہ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی
الْمُحْسِنِیْنَ پس ملاحظہ ہو کہ کربلا مین بعد ہمہ مصائب اور شدائد اور قتل تمام عزیزان اور
رفیقان اور فرزندان لخت جگر ایک ہزار نہصد و پنجاہ زخم کاری فقط اوس ایک جسم مبارک
پہونچ چکے تھے اسپر بھی گر امتحان نہوا تھا کہ مثل کارو ذبح اسمعیل کے خنجر شمر ملعون کا کند نہو گیا
اور فدیہ نہ پہونچا یا مثل اور انبیای سابق کے کسی طرح کی مدد غیبی نہ پہونچی کیا اسرار الہی تھا
سے زخموں سے چور چور ہوا شہ کا سب بدن * مجروح ہو گیا ہمہ تن ختم پنجتن * ہر زخم تن تھا اَشْہَدُ اَنْ
کہکے نعرہ زن * گھوڑے سے آہ گر پڑا شاہنشہ زمن * از اسپ چونکہ فخر زمان بر زمین فتاد * زین عرش
لرزہ در تن روح الامین فتاد * تحریر چہارم یہ کہ اگر یہ کہا جاوے کہ ہجوم بلیات اور مصائب اور
تکالیف اور اذیت اور اسیری اور مظلومی اہلبیت اور تشنگی اور گرسنگی جیسا کہ کربلا مین واقع ہوا
یہ سب شروط لوازم شہادت تھی جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین بتصریح تمام لکھا ہے یہ مضمون
بھی دلپر نہین جمتا کسواسطے کہ وہ جو عمدہ ترین شرط شہادت کی جو تحریر دوم مین لکھی ہے یعنی
مقابلہ غیر کلمہ گو سے ہوا اور وجہ نزاع سوای کلمہ شہادت کہلانے کے نہو قطعاً یہان مفقود ہے قدر
ہجوم منتہای شدائد اور مصائب کا کہ چشمہ آب بھی خود بخود غائب ہو گیا اگر لوازم شہادت سے
ہوتا تو چاہیے کہ شہدا سے غزوات نبی کی شہادت درست نہوتی کسواسطے کہ ان شرطون سے
کوئی وہان شرط نہ تھی حالانکہ اونکی شہادت پر کلام الہی شہادت دیتا ہے کہ لَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ وہان مایہ جدال فقط واسطے
کلمہ شہادت کی بمقابلہ کفار غیر کلمہ گو تھا یہ شرط یہان نہ تھی پھر اسمین کیا اسرار الہی تھا تحریر پنجم
یہ ہے کہ اگر کہا جاوے کہ یہ شہادت اگر ذات خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واقع ہوتی مایہ خفت
اور توہین اسلام تھا جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین توضیح تمام لکھا ہے یہ بھی جیسا چاہیے
دلپر نہین بیٹھتا ہے یعنی یہ توہین اور اسیری اور استیصال خاندان نبوت کربلا مین

کیا اوجھ رہا یہ خرابیان اور تباہی اہلبیت رسالت موقوف علیہ شہادت تھین اس شہادت مین حفظ
اوس قوانین کا نہوا تحیر ششم یہ ہے کہ عمدہ ترین شرط شہادت وہی ہے کہ مقابلہ کفار حربی غیر کلمہ گو سے ہوا ور وجہ نزاع اور قتال کی سوائے اعلائے دین اسلام اور کلمہ شہادت کی نہو جیسا
مذکور ہو چکا ہی کہ قاتل کفار غازی اور مقتول شہید اور یہ شہادت درحقیقت شہادت نبی کی ہے
جسکا حال آیندہ انشاء اللہ تعالے از روے نص قرآنی بیان ہوتا ہی پس اس شہادت کی
ترجیح ضرور ہی اور اسمین وہ شرط عمدہ مفقود ہے پھر صورت ترجیح اس شہادت خاص کی کہ
درحقیقت شہادت ذات خاص نبی کی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اوس شہادت شہداے غزوات
نبی پر کون ہی اور اسمین کیا اسرار قدرت الٰہی ہے تحیر ہفتم یہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے
درگذر اور مصالحہ کیا اور حضرت جناب سید الشہدا علیہ السلام نے مقاتلہ کیا یہ دونون امور
باہمدیگر متضاد اور متناقض ہیں یہ دونون امر متناقض اللہ کے نزدیک بجا اور مستحسن ہونا
کس راہ سے ہوسکتا ہی اگر وہ مصالحہ عند اللہ اولی اور احسن تھا چاہیے کہ یہ مقاتلہ نا درست ہوتا
اور اگر یہ مقاتلہ اولی اور بجا تھا چاہیے کہ وہ مصالحہ نا مستحسن ہوتا پس اسکی باریکیان اور اسرار
حکمت الٰہی اگر کوئی غور و فکر عقل سے بیان کرے معتبر کب ہی مگر یہ کہ نصوص قطعیہ آیات قرآنی
موجہ اور مدلل از روے عقل و نقل کے ہو البتہ دل قبول کرے اسواسطے اسکا بیان از روے
نصوص قطعیہ آیات قرآنی ضرور تر ہوا کہ اسواسطے کہ اس قسم کی شبہات اور تحیرات مذکورہ بالا
اور اسرار حکمت الٰہی مین عقل و ادراک بشر کو دخل نہین ہے ~ فہم انسانی پذیرای خطابست ٭ انچہ در
عقل نآید آن خداست ٭ لہذا پیشتر اس مضمون کو ذہن نشین کرنا مقدم تر ہی بعد اسکے جو حال
واقعات کربلا از روی آیات قرآنی بیان کیا جاوے گا البتہ طبع انصاف پسند قبول کریگی وہ
مضمون یہ ہی کہ کلام اللہ مین سوای تخصیص نام زید کے کسی کا حال بقید نام نہین بیان کیا ہے
اور اس تخصیص نام زید کی بھی وجہ ہی کہ یہان اونکے بیان کی ضرورت نہین سوای زید کے جسکا
حال کلام اللہ مین مذکور ہی بقید صفات اور علامات خاص کے ہی کسواسطے کہ نام مین توارد اکثر ہوتا ہے

اشخاص متعدد ایک نام کے ہو سکتے ہین اور صفت خاص مین دوسرا شریک نہین ہو سکتا جیسے سورۂ ہَلْ اَتٰی مین جو تخصیصات خاص مذکور ہین سوای ذات خاص جناب امیر علیہ السلام کیطرف منسوب نہین ہو سکتی اسی طرح سی سورہ مائدہ جزو ششم مین جو چند صفات خاص مثل یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ اور مفاد معنی لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اور مصداق معنی اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ یہ تخصیص لفظ يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ مذکور ہی سوای جناب امیر علیہ السلام کے کسی طرف منسوب نہین ہو سکتے کہ عین حالت نماز رکوع مین باشارۂ انگشت خنصر انگشتری گران بہا سائل کو بخش دینا تخصیص لفظ رَاكِعُوْنَ سی پیدا ہے یہ تخصیص و تعیین خاص نام مین نہین ہو سکتی ہے **فافہم و تدبر** اب اسی طرح سب اخبار پیشین واقعات کربلا قبل وقوع واقعہ بتصریح تمام آیات کلام اللہ سی علی الترتیب مطابق واقع ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کس خوبی اور اجداری اور دلجوئی سے اس سانحۂ قیامت زا کی اپنے حبیب کو خبر دیتا ہی اور سمجھاتا ہی یہ تخصیص خاص قید نام مین نہین ہو سکتی ہے اکنون نفسی بر سخنم گوش فرا دار ✽ خاموش خبردار خبردار خبردار ✽ پاس ادب حضرت شبیر نگہدار ✽ زانوی ادب تہ کن و تسلیم بجا آر ✽ دریاب کہ مقصود ازین حرف و بیان چیست ✽ در پردۂ این نکتہ چہ پیدا و نہان چیست ✽ دریاب کہ تا چیست درین حکمت قیوم ✽ ناکام چرا رفت ز دنیا شہ مظلوم ✽ بی جرم یکی قتل شد و یک شدہ مسموم ✽ با سینۂ صد چاک و دل خستہ و مغموم ✽ نایافتہ کام دل خود چون دگران آہ ✽ رفتند چرا ہر دو بحسرت ز جہان آہ ✽ اب یہانسے اس مضمونکو آیات قرآنی سی بگوش دل سماعت کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس مضمون ہوش ربا کی کس لطف و خوبی سی اپنے حبیب کو خبر دیتا ہی تا دفعۃً ایسا مضمون تشویش افزا سنکر زیادہ تردد اور اضطرار نہو ✽ بشنو بگوش ہوش ز اخبار کربلا ✽ تا سر نکتہ چیست باسرار کربلا ✽ تمہید غم و الم سر صفحہ کلام اللہ ابتدای سورۂ بقر لفظاً اور حرف الف لام میم سی پیشتر بیان ہو چکی ہے الم شد از سر قرآن عَلَمِ الم تعلم کہ ہست حرف الف لام میم شکل الم ✽ اب اسی سورۂ بقر جزو دوم رکوع ہیجدہم مین ترتیب ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ابتدائے تمہید بیان اس اخبار آیندہ کی اپنے حبیب سے کس طرح فرماتا ہے کہ اول

اصل سانحہ کربلا کا کچھ شائبہ بھی نہین اولاً فقط ترغیب اور صفت ذکر و شکر کی فرماتا ہی کہ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ
وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ یعنی پس ذکر کرو تم ہمارا تا ہم ذکر کرین تمھارا اور شکر کرو تم ہمارا اور نہ کفران کرو تم
بعد اسکے حکم استعانت بصبر و صلوۃ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ
یہان بھی ابھی اصل مضمونکا کچھ کنایہ بھی نہین فقط حکم استعانت بصبر و صلوۃ ہی یعنی ای وہ لوگ کہ ایمان
لائے ہو استعانت کرو تم ساتھہ صبر اور نماز کے بعد اسکے فرماتا ہی کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ
یعنی اللہ ساتھہ صبر کرنیوالون کے ہی فقط اب اولاً یہ نکتہ یہان سمجھہ لینا ضرور ہی بعد اسکے بیان
اصل سخن کا اولی تر ہی یعنی اللہ یہ مضمون ترغیب ذکر و شکر اور استعانت بصبر و صلوۃ اپنی حبیب سے
بیان فرماتا ہے اور حرف خطاب بصیغۂ جمع بجانب جمیع مومنین ہی کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اسمین اول لطف یہی ظاہر ہے کہ اگر ابتداءً خاص بطرف ذات اپنی حبیب کے خطاب کر کے
ترغیب ذکر و شکر اور استعانت بصبر و صلوۃ فرماتا البتہ سر دست مائیہ توحش اور تردد تھا کہ ضرورت
اس تحصیل حاصل اور ترغیب صبر و شکر اور استعانت بالصلوۃ ایسی صابر و شاکر و ذاکر کو کیا تھی مگر
کوئی سانحہ تازہ ناگزیر واقع ہونیوالا ہے کہ صبر و شکر وہان درکار ہے اسواسطے بصیغۂ جمع خطاب
بجانب مومنین امت کے فرمایا کہ ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ✿ گفتہ آید در حدیث دیگران
دوم یہ کہ درحقیقت یہ مصیبت غم عام واسطے سب مومنین اور محبان اہلبیت کی مسلم ہے
اسواسطے ترغیب ضبط و صبر کی سب مومنین کو ضرورتر ہوئی سوم یہ کہ زیادہ ترغیب صبر و
شکر اور رضا و تسلیم اور ضبط اور استقامت کی خاصہ جانب جمیع مومنین شہدای دشت کربلا ہی
لہذا کلام جامع بصیغۂ جمع جامع تر ہے آمدم بر اصل سخن اب یہان سے ہر مضمون آیات قرانی
کی ہر جزئیات واقعات کربلا سے مطابقت ملاحظہ ہو کہ خوب معلوم ہے کہ ہنگام شہادت
شہید مظلوم دشت کربلا وقت نماز ظہر کا تھا اور عین حالت تہیۂ نماز ظہر مین شمر
ملعون نے شہید کیا پس یہان تطبیق معنی آیہ کریمہ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ
کو ملاحظہ کرنا چاہیے اسکو مرثیہ جامع مین یون بیان کیا ہے کہ ؎

جب خاک پر گرا تشنہ مظلوم کھا کے غش ❊ ہیبت کی مارے ہوگئے اعدا کنارہ کش ❊ تھی آب مثل ماہی تڑپتا
تھا ماہ وش ❊ پانی نہین ملا کہا ہر چند العطش ❊ بجز آب تیغ آب نشد چون نصیب او ❊ از خون خود نمود
شکر بلا وضو ❊ بعد تمہید اور ترغیب کے کہ شکر و صبر و صلوۃ کی مرتبہ شہادت کا اللہ تعالی اسطرح بیان فرماتا ہے کہ لَا تَقُولُوا
لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ملاحظہ ہو کہ پہلے شرائف اور فضائل کو صبر و شکر و
صلوۃ در پردہ خطاب جانب مومنان اپنے حبیب کو سنا چکا اور طبیعت کو جانب صبر اور رضا و تسلیم خوب رجوع کر چکا
پھر فضیلت شہادت کی بیان فرمائی اس پردہ مین اپنے حبیب کو خبر دیتا ہے کہ صاف صاف بے پردہ کہدینا ایک صدمہ تو شش اور صدمہ
عظیم پھر کا مار دینا ہوتا ہے معنی لفظی اس آیہ شہادت کے یہ ہین کہ نکہو تم واسطے اوس شخص کے کہ قتل کیا جاے بیچ راہ خدا کے اموات
یعنی اوسکو مردہ نکہو بلکہ وہ شہید راہ خدا زندہ ہے لیکن تم نہین جانتے ہو اب یہان یہ نکتہ با معان نظر
ملاحظہ ہو کہ یہ خاص خبر اسی معرکہ شہادت کربلا کی بصیغہ واحد مستقبل ہے یعنی جو شخص کہ قتل کیا جاے راہ خدا
مین اس سے خبر شہادت آیندہ قبل وقوع صریح تر پیدا ہے بخلاف اوس آیہ کے جو خبر بعد الوقوع بصیغہ جمع
باطلاع حال شہداے بدر نازل ہوئی ہے کہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ
عِندَ رَبِّهِمْ ملاحظہ ہو کہ یہان لفظ قُتِلُوا بصیغہ جمع ماضی خبر گذشتہ بعد الوقوع ہے یہان تفسیر دانان ظاہر کو
گنجایش کلام کی ہوسکتی ہے کہ اس آیہ لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ کا شان نزول اور ہے واردات کربلا پر کسطرح
وارد ہوسکتی ہے فقط اسکا جواب منصفین اہل باطن سمجھ سکتے ہین کہ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ❊ گفتہ آید در حدیث
دیگران ❊ اگرچہ مثل اور آیات کے صراحت تام اس مقام خاص کربلا کی نہین مگر چشم انصاف سے نگاہ شرط ہے کہ اسطرح کی تطبیق بیان
تام جیسا کہ آیندہ بتصحیح تام بیان ہوتی ہے سواے خاص معرکہ کربلا کے اور کہان صادق آسکتی ہے فضلا علیہ کہ سورہ
حمعسق مین جناب امیر علیہ السلام سے کتاب نہج البلاغہ مین حسب شرح ملا حسین میبذی سب واردات
کربلا کی ابتدا سے انتہا تک از روے آیات قرآنی بترتیب مطابق واقع تطبیق دی ہے گو شان نزول اون آیات کا ظاہر
کچھ اور ہو مگر اہل معنی اصل معنی کو پہونچ جاتے ہین اور اہل ظاہر سے خطاب کب ہے مَن فَهِمَ فَهِمَ انشاء اللہ شرح
بیان اون سب آیات کا آیندہ بجاے خود واضح ہوتا ہے فافہم و تدبر اور یہ ایک نکتہ اور بھی یہان سمجھنا چاہیے کہ اس خبر
ماضی بعد الوقوع مین لفظ أَحْيَاءٌ کے بعد قید عِندَ رَبِّهِمْ کی بھی موجود ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہین اور

اللہ کے نزدیک عالم غیب مین سب زندہ ہین کہ روح کو موت نہین اور یہان لفظ اَحْیَاءٌ کی عام ہے فہو عندا ہم کی نہین ہے یعنے دنیا مین بہی واسطے امداد اور دستگیری بلا رسیدگان عالم کے زندہ ہین جیسا کہ اکثر حکایات اور معاملات اس امداد عام کے روایات اور مشاہدات متواترہ سے ثابت ہین اور لفظ لَا تَشْعُرُونَ بہی اخبار آئندہ پر دلالت کرتی ہے فافہم وتدبر یعنے یہ خبر خاص اسی شہادت کربلا کی قبل وقوع ہے کہ تم نہین آگاہ ہو اور ہر لفظ لَا تَشْعُرُونَ مین ایک نکتہ ہے کہ ایسے محبوب المحبوب خیر الخلایق بیگناہ کی بمقابلہ ایسے اشرار محض کے اسطرح کے معاملات عجیب حیرت افزا ایسے ارحم الراحمین عادل حقیقی کیطرف سے جو واقع ہوئی البتہ ایسی اسرار حیرت افزا سے تم آگاہ نہین اور ملاحظہ ہو کہ لفظ لَا تَشْعُرُونَ بصیغہ جمع خطاب بطرف مومنین کے ہے اور ابتدا سے بطرف مومنین کے بلفظ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا خطاب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اسرار الٰہی سے آگاہ تھے جب اسطرح خبر اس شہادت کی بشہادت قرآن ثابت ہے اس سے مومنین عوام کا وہ شبہہ بخوبی دفع ہوا جو عمدہ ترین شرط شہادت مقابلہ کفار غیر کلمہ گو سے سمجھتے تھے اور وجہ جدال بدون غرض نفسانی خاص واسطے اقرار کلمہ شہادت کے جانتے تھے مگر منکرین نامنصف کو پھر بھی بجای خود گنجایش انکار باقی ہو گی کہ نص قرآنی کے منکر ہین اسکا جواب انشاء اللہ تعالیٰ آگے ظاہر ہوا جاتا ہے آمدم بر اصل سخن چونکہ امام شہید مظلوم دشت کربلا اخبار نبوی اور مرتضوی صلواۃ اللہ علیہما سے پیشتر اس مشیت ایزدی سے آگاہ ہو چکے تھے اور اپنے قاتل کا نام بھی اخبار نبوی سے جانتے تھے اسواسطے صورت واقعہ کربلا اس مقام مین مرثیہ جامع مین یون منظوم ہے کہ جو سر کاٹنے کو آتا تھا حضرت کے پاس جب ۔ شہ اوسکا نام پوچھ کے کہتے تھے دور ہو ۔ ایک شخص نے جو شمر کہا اپنے نام کو ۔ کہہ صَدَقَ رسول کہا سر کو کاٹ لو ۔ لیکن تو اسقدر بدے مہلت اے لعین ۔ تا سوی قبلہ سجدہ کنم بر سر زمین ۔ سجدے مین جب امام نے گردن کو خم کیا ۔ فی الفور اوس لعین نے سر کو قلم کیا ۔ خالق کا شکر شہ نے ادا مرتے دم کیا ۔ گو کافرون نے ہای ستم پر ستم کیا ۔ آمد صدای نوحہ کردیان عرش ۔ کردند بہر مقدم او ہر دو دیدہ فرش ۔ ابن زیاد نے سر شبیر کے تئین ۔ بھیجا یزید کا فر ملعون کی قرین ۔ ہمرہ محافظت کے لیے فوج کے لعین ۔ نیزہ پہ تھا سوار سر سروران دین ۔ بالای نیزہ آن سر اقدس چنان نمود ۔ گویا کہ آفتاب قیامت بہ نیزہ بود ۔ جب اللہ تعالیٰ یہ سب صفات اور فضائل ذکر شکر و صبر و صداقت

دفع شبہ

اور شہادت بترتیب مذکور روئے خطاب جانب مومنین اپنے حبیب کو سناکر بتدریج آہستہ آہستہ
طبیعت سامع کو بجانب صبر و شکر اور ذوق شہادت راغب او مشتاق کر چکا اب ملاحظہ ہو کہ
کہ آہستہ آہستہ تصریح کربلا اور مصیبت کی بترتیب قبل اور بعد اور بتدریج کم و بیش جس ترتیب سے
کربلا مین واقع ہوئی ہین ایک ایک بقید نام بنام بیان فرماتا ہی تا دفعۃً ہجوم مصائب سخت سنکر
طبیعت سامع مخاطب صحیح کی متردد اور متوحش نہو جائے اسکو بخطاب بصیغہ جمع فرماتا ہے کہ
وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ یعنے ہر آینہ مبتلا کرین گے ہم تمکو یعنے امتحان کرین گے تمہارا کسی شئے
سے جیسا کہ بعد وفات شہادت معنوی حضرت امام حسن علیہ السلام کے جناب سید الشہدا
علیہ السلام کو مدینہ منورہ مین ہر دم مگر یزید لعین سے تردد رہتا تھا سے شاد مدینہ تا کہ
بشہر مدینہ ماند ۔ از سوے شہ یزید لعین پر ز کینہ ماند ۔ پس یہی کنایہ صریح ہے لفظ
بشیٔ سے بعد اسکے اسپر اندے کے ترقی بتدریج [illegible] ہے کہ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ جیسا کہ بعد
پیام بیعت کے آپ کو یزید لعین کی طرف سے ایذا رسانی کا خوف تھا کما وقع بعد اسکے
اس سے سخت تر امتحان جوع کا تھا کہ فرماتا ہے وَالْجُوعِ اسلئے کہ ان کی حاجت کیا ہے
کہ فقر و فاقہ اس خاندان نبوت کا تمغاے قدیم موروثی ہے خصوص اس سفر مصیبت
مین اور بھوک کے ساتھ پیاس بھی لازم ہے جیسا کہ حال تشنگان کربلا خود معلوم ہے
او سپر غضب کہ وہ چاہ جو خیمگاہ کربلا مین کندہ ہوا وہ بھی بخود ہشتم محرم مین پنہان ہو گیا
جیسا کہ مرثیہ جامع مین مذکور ہے سے چون چشمہ ہم نہان شدہ از حکم کردگار ۔ ببایان اوان
آب بیاورد چند بار ۔ یہ خاص فعل الہی بدون حیلہ عالم اسباب کے ہے اگرچہ [illegible] تشنگی ہوا
گو وہ بھی مشیت ایزدی متصور تھا مگر ارباب ظاہر کو بنظر دستور متعارف کا [illegible] عجائب قدرت
الہی پر کم نظر ہوتی اسکو بھی بسبب مزید اخراج آب کے تصور کرتے اور خود بخود غائب ہو جانے
سے گویا خود خدا نے اپنا خاص فعل بسبب خاص بر عام پر بے پردہ ظاہر کر دیا یہ سر نکتہ
نکتہ قدرت الہی انشاء اللہ بجای خود بیان کیا جائیگا فقط بعد لفظ خوف او رجوع کے اللہ تعالی

اسپر ترقی فرماتا ہی کہ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ یعنی نقصان اموال کا خصوصًا ایسے سفر مصیبت میں
بڑا غضب ہی اور سب مصائب مذکورہ بالا پر غالب تر ہے اسلئے بیان کی بھی حاجت نہیں کہ
غارتگری اور آتش زنی خیام اہلبیت رسالت ظاہر و باہر ہی سے درخیمہ ناگہان ہمہ کفار ریختند
آتش زدہ طناب خیمہ در گسیختند یہان سے روایت خوب صحیح اور معتبر ہی کہ ہنگام غارتگری خیام
اہلبیت رسالت سب کفار کی آنکھوں میں بصارت باقی رہی تھی خواہ بظاہر جیسا وفور دخان آتش
ہو جیسا مانع ہو یا سبب عصمت کی احتیاط ہو اگرچہ بس نہ تھی آتی ہی کو رہو گئی خیمہ میں سب شقی
اسباب باقی کہ تھا جو کچھ لوٹا کوئی چادر تک نہ رہی ہر ایک عفیفہ چھپی ہوئی ہر ایک اہلبیت بر شتر
سوار ہو دو الا بیت حضرت عابد بیمار ہو بعد بیان اس سب مصائب کے جیسا کہ بعینہ ہو ہو
معرکہ کربلا میں واقع ہوا اللہ تعالی فرماتا ہی وَالْاَنْفُسِ یعنی ہمراہ نقصان اموال کی نقصان نفوس کا
بھی مقصود ہی کما ہو ظاہر مخفی نہ رہے لفظ اَلْاَنْفُسِ عام ہی اسمیں سب نفوس عزیز اقربا اور رفقا اور
فرزندان بعینہ شامل ہیں مگر اللہ تعالی نے اس امتحان شدید تر کو انفس سے جدا کرکے تخصیص خاص فرمایا
کہ وَالثَّمَرٰتِ یعنی اسکو بھی اللہ تعالی نے بلفظ جمع فرمایا کما وقع اس سے سخت تر کون امتحان ہو سکتا ہی
یہی امتحان تمام ہوا تھا اسلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی تھا کہ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ
اِنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی اور وہان بعد تکمیل امتحان کے فدیہ بھی آیا اور جیتے جی بھی گتہ ہو گئی اور بشارت
بھی پہنچی کہ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اور یہان بالعکس کہ باہمہ امتحانات
شدیدہ مذکورہ الصدر الکبر نوسے پچاس زخم بھی جسم مبارک پر پہونچ چکے تھے پھر بھی مگر امتحان کامل
نہو چکا تھا کہ خنجر شمر لعین کا مثل کارد ابراہیم علیہ السلام کند بھی نہوا اور فدیہ کیسا بلکہ غارت اور اسیری اہلبیت
اور آتش زنی خیمہ کا بھی ہوا کرتہ آلِقَا فَاَفْهَمُوْا اَيُّهَا الْغَافِلُوْنَ اب اسکو سمجھنا چاہیے کہ ایسا امر اہم حیرت افزا
سراسری نہیں ہو سکتا البتہ اسمیں کوئی سر عظیم مستتر ہی جیسا کہ آیندہ انشاءاللہ خود کلام الہی سے ظاہر
ہوتا ہی آخر کار اللہ تعالی بعد بیان ان سب مصائب علی الترتیب کے بشارت دیتا ہی کہ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ
الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ

مِنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اب ملاحظہ ہو کہ اول بر سبیل حکایت مومنین کیطرف خطاب کر کے سب بتدریج اپنے حبیب کو سنایا اب خاص بصیغۂ واحد اپنے حبیب کیطرف مخاطب ہو کر حکم بشارت رسانی کا فرماتا ہے کہ ترجمہ بشارت دے ای محمد اون صابرون خاص کو کہ پہونچی جسوقت اون صابرونکو مصیبت کہا اون صابرون نے انا للہ وانا الیہ راجعون پس وہ لوگ جنکا ہنگام مصیبت یہ حال اور قال ہے اون لوگون پر صلوٰۃ ہے اونکے رب کی طرف سے اور رحمت ہے اور خاص وہی لوگ ہدایت پانے گئے ہین فقط بیان اقسام صبر و رضا اور بلا مین صاحبدلون نے بہت کچھ لکھا ہے تفصیل اوسکی دراز ہے تھوڑا بقدر مناسب مقام رسالہ ماہیت البلا اور کتاب ظہیر الدارین مین خامہ کاتب سے بجائے خود برآمد ہوا ہے اون سب کا اجمال ان تین شعرون سے ظاہر ہے کہ ع مکروہ طبع گرنبود آن بلا نماند * بل عادتست صبر بر و نیست ہیچ کار دریافت لذتی بہ بلا باز شکر کرد * آن شکر لذتست و را معتبر مدار * ور با ہمہ کراہت نفس راضی است این صبر و شکر را بود الغیۃ اعتبار * شد ختم سچ صبر و بلا خاص بر حسین * جزوی نصیب کس نشد این رتبہ زینہار * اب اللہ کے نسق بیان آیات قرآنی علی الترتیب مطابق واقع امعان نظر سے ملاحظہ ہو کہ اول بیان فضائل ذکر و شکر بعد اسکے حکم استعانت بصبر و صلوٰۃ پھر اپنی معیت ساتھ صابرین کی کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ پھر اسکے بعد بتدریج درجہ بدرجہ بیان ترقی جمیع مصائب کا نام بنام مطابق واقع کی تا بالفعل سامع کو بھی دفعۃً مصیبت سخت سنکر بایہ توحش ہنوا اور آیندہ عند الوقوع مبتلا پر بھی زیادہ تر شاق نہو گران نگذرے اور بتدریج آہستہ آہستہ طبیعت متحمل ہو بعد اسکی خبر شہادت آیندہ بصیغۂ مستقبل قبل الوقوع پھر آخر کار بشارت خاص واسطے اونھین صابرین کے جو سطح کی ہجوم مصائب پر صبر کرین بعینہٖ لفظ صلوٰۃ و رحمت اور اہتدا یہ سب معاملات اسی ترتیب سے مطابق اخبار کلام اللہ کے سوای معرکۂ خاص کربلا کے اور کہان وی زمین پر واقع ہوئی ہین پھر یہ سب آیات کلام اللہ اگر اخبار خاص واقعات کربلا نہین اور کہان یہ سب صفا مین اس ترتیب خاص کے ساتھ صادق آتے ہین فافہم و تدبر اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اب اس سب سے واضح تر

اور نکتہ ملاحظہ ہو کہ کسی طرح یہ مضمون اور یہ بشارت سوائے شہدائے خاص کربلا کے ہرگز ہرگز صادق
نہین آسکتے یعنی بالاتفاق ثابت ہے کہ تخصیص صلوۃ کی خاص واسطے ذات خاص حضرت ختم
المرسلین کے مخصوص اور منصوص ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ اور کلام اللہ
مین متواتر اور توالی جابجا اجر صابرین کا علی قدر حالہم بتصریح تمام منصوص ہے کسی مقام مین اُولٰٓئِكَ
يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا الخ اور کسی جگہہ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور
کہین آیا ہے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور کہین وارد ہے جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا
جَنَّةً وَّحَرِيْرًا الخ اور کہین منصوص ہے اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا اور کہین موعود ہے
اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا علی ہذا اسی طرح سے بہت جگہہ کلام اللہ مین جزاے صابرین بتصریح
منصوص ہے مگر کہین کسی جگہہ لفظ رحمت اور صلوۃ کی نہین وارد ہے اور یہان پہلے اللہ تعالی نے
اپنے تئین شریک صابرین کا قرار دیکر معیت اپنی بیان فرمائی ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اور آخر کار
تخصیص صلوۃ اور رحمۃ اور اہتدا بنسبت صابرین بیان فرمائی اور صلوۃ خاص واسطے اسی ذات خاص
ختم المرسلین کے منصوص اور مخصوص ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اس سے بواقعی واثق تر ہوا کہ یہ بشارت
مخصوص واسطے جناب سید الشہدا اور شہدائے خاص کربلا کے ہے اور کسی بجا زنہار صادق نہین آتی
اور اس تخصیص صلوۃ سے یہ بھی یقینی ثابت ہوا کہ یہ شہادت عین شہادت جناب رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہے کہ تخصیص صلوۃ کی اسپر دلالت قوی کرتی ہے اور الحق کہ روح و دل و جان پیمبر ظاہرا
اور باطنا ذات خاص جناب سید الشہدا علیہ الصلوۃ والسلام تہی جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین
بتوضیح تمام مذکور ہے اور وجہ لفظ کما صلیت علی ابراہیم کی اکثر درود مین وارد ہے یہ مناقض اوس
تخصیص خاص کی نہین بلکہ موئد ہے کیونکہ آباے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین خاص نام حضرت
ابراہیم علیہ السلام اور ملت ابراہیم مخصوص بلکہ منصوص ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ثُمَّ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا الخ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اکثر اوراد خاص مین
داخل ہے کہ علی ملۃ ابینا ابراہیم حنیفا مسلما الخ بخلاف دیان اور انبیا کی کہ دین محمدی ناسخ اون سب

ادیان اور احکام سابقہ کا ہی اور یہان تابع اور موافق ملت ابراہیم علیہ السلام کے ہی اسمین تصور نسبت صلوۃ کے بتقدیم اور تبعیت نام حضرت ابراہیم علیہ السلام درحقیقت خاص بجانب اسی نور محمدی کے منسوب ہے کہ اوس صلب طاہر مین ودیعت تھا اسواسطے کہ نص قرآنی مین نسبت صلوۃ اور سلام اور تسلیم کی اسی ذات خاص کے واسطے مخصوص اور بیا جو رباجر اسے عظیم ہی کہ لفظ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الخ اسپر دلالت قوی کرتی ہی اور اسی تخصیص صلوۃ سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ صلوۃ کے واسطے صابرین کے محض شہدای کربلا کیواسطے تخصیص کی گئی ہے اور کسی جگہہ لفظ صلوۃ اور رحمت کی صادق نہین آسکتی ہے اور سوای اسی مقام خاص کے کسی جا اور کسی اجر مین لفظ صلوۃ نہین آئی ہے فافہم وتدبر اور فضائل صلوۃ جو کچہ کہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہین وہ فضائل محض اونہین درود کے واسطے خاص ہین کہ جو ذات خاص نبی آخر الزمان کے واسطے ہین کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ الخ اسپر شاہد عادل ہی فقط اب معلوم کرنا چاہیے کہ یہ جو کچہ حال واقعات کربلا بیان کیا گیا یہ اخبار پیشین کلام اللہ قبل وقوع نہین کہ آخر کا بعینہ تمام اخبار کلام اللہ کا اوقات معینہ مین واقع ہوئین یہ سب قبل وقوع اخبار آئندہ تہین اب بعد الوقوع ماضی مین داخل ہین فضلا علیہ اسکے سوای بہی جمیع سوانح کی اخبار از ابتداء شہادت جناب حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام تا روز قیامت جو کچہ گذر چکا ہی اور گذرنے والا ہے کا اخبار اور اشعار آیات کلام اللہ سے بسند معتبر ملاحظہ ہو مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ ملا حسین میبذی بیچ شرح قصائد مرتضوی کے کتاب فواتح مین لکہتے ہین کہ جناب امیر علیہ الصلوۃ والسلام جمیع فتن اور سوانح جو کچہ کہ بعد وفات حضرت رسالت پناہ صلعم واقع ہوئی ہین تا آخر سفر کربلا اور بنی امیہ اور یزید لعین اور تمام اشرار کربلا علی الترتیب کما وقع کلام اللہ مین سورہ حٰمٓ عٓسٓقٓ سے استنباط فرماتے ہین ازانجملہ مفہوم معنی کریمہ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ مصداق حال حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام ہی الحق کہ عفو اور صلاح بین المومنین مصداق حال اوس جناب کا ہی کما وقع بعد اسکے وارد ہے وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ

بیان اسرار کربلا آئندہ [illegible] واقع شدند تمام مجاہد [illegible] زمین [illegible] اخبار واقع [illegible] از روی آیات مستفاد از کلام اللہ

ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل الخ یہ مضمون بعینہ مطابق حال جناب سید الشہدا علیہ الصلوٰۃ
والسلام ہے یعنے جو کوئی ناچار ہو کر بعد اتمام حجت بدلا لیوے بعد مظلوم ہونے کے پس اون لوگون پر
نہین الزام ہے کہ معذور تھے اور کوئی دقیقہ قطع حجت اور دفع عذر اور معذرت کا اوٹھا نہین
رکھا آخر کار سے چو دست از ہمہ حیلتی درگسست * حلالست بردن بشمشیر دست * یہ جنگ
بطور دفاع شرعا تھی نہ بقصد کما ہو ظاہر یہان سے ایک بڑا تحیر اور تردد عظیم دفع ہوا کہ جناب
حضرت امام حسن علیہ السلام نے مصالحہ کیا اور یہان معرکہ کربلا مین بالعکس واقع ہوا پس اگر
وہ مصالحہ اللہ کے نزدیک احسن اور بجا تھا چاہیئے تھا کہ یہ جنگ اور مقاتلہ کہ اوسکے برخلاف
واقع ہوا عند اللہ نا درست ہوتا اور اگر یہ مقاتلہ اللہ کے نزدیک بجا تھا چاہیئے تھا کہ وہ مصالحہ
اولین نا درست ہوتا یہ دونون امر متضاد اور متناقض ہین پس واحد مین کس راہ سے اللہ کے
نزدیک احسن اور اولی ہوئے پس اب خود اللہ تعالے بمفہوم معنی ان دونون آیہ کریمہ کے
وہ سب تردد دفع کرتا ہے کہ وہان بجزاے عفو اور صلح اجر کامل مترتب ہوا اور مرتبہ
شہادت معنوی اوسپر مزید ہوا کہ فَمَنْ عَفٰی وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اور یہان معرکہ کربلا
مین کہ بعد وقوع ظلم ظالمان پس از اتمام حجت نوبت مجادلہ کی پہونچی اور کسیطرح اشرار
کربلا نے نہ مانا لاجرم اس مقاتلہ مین معذور رکھکر بجزاے صبر اوپر مرتبہ شہادت کے
مزید فرمائی کہ اُولٰئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ جیساکہ
مرثیہ جامع مین بنا بر افہام عام یہ مضمون اتمام حجت کا اس طرح بیان کیا گیا ہے

پہلے تو ابن سعد سے کہنے لگے امام * سب آل مصطفے کا کیا تونے قتل عام * باقی مین ایک
ہون مجھے بھی چل بسوے شام * اوس بیحیا نے شاہ کا مانا نہ جب کلام * ناگاہ آمد
عرق ہاشمی بجوش * جز الامان نیامدہ چیزے بے صدا گوش * آیا جو غیظ مین خلف شیر کردگار
ہیبت سے سب عدو سے لگے تھرانے ایکبار * حکم قضا تھا حکم مبارک کے انتظار * احسنت
کی ملک نے قضا بولی یون پکار * ای شاہزادہ حیدری زجبین تو آشکار * نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

دفع تحیر عظیم

زینت شہادت

اعدا کو پھر تو زیر دم تیغ رکھ لیا ٭ تیغ دو دم سے شاہ نے ہر اک کو دو کیا ٭ کہہ جام مرگ میمنہ کی فوج نے
پیا ٭ گہ میسرہ کی فوج کو شہ نے ہٹا دیا ٭ ہر گہ کہ از نیام بر آورد ذو الفقار ٭ افتاد مثل برق بمیدان
کارزار ٭ ہیبت سے سامنے نہیں آتا تھا ایک بشر ٭ آتا وہی تھا آئی تھی جسکی قضا اگر ٭ آتی ہی شاہ کرتے تھے
فی النار والسقر ٭ شور نشور کر دیا اعدا کو مار کر ٭ در دست داشت تیغ قضا جلشانہ ٭ ہاتف بگفت صل
علی جلشانہ ٭ پس اب معلوم کرنا چاہیے کہ جیسا وہان جناب سید الشہدا کو بلفظ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ
اس مقاتلہ مین معذور رکھا کہ بسبب تمام حجت اور مظلومیت کے نہیں ہے اوپر لشکر اسلام کے راہ گرفت
اور الزام کی ویسا ہی لشکر ظالمون پر حجت الزامی اور راہ گرفت قائم ہوئی ہے کہ فرماتا ہے إِنَّمَا السَّبِيلُ
عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
یعنی نہیں ہے راہ گرفت اور الزام کی مگر اون لوگون پر کہ ظلم کیا ہے اون لوگون نے اوپر آدمیون کے
اور بغاوت کی ہے اوپر زمین کے ناحق وہ لوگ ہین کہ جنکے واسطے عذاب دردناک ہے فقط یہ
بعینہ مصداق حال اور مآل کار باغیان بنی امیہ ہے بعد اسکے بترتیب وارد ہے کہ وَلَمَنْ
صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ یعنی جسنے کہ صبر کیا اور عفو اور درگذر کی ہر آئینہ یہ عزم
امور سے ہے یعنی بڑا ضبط اور صبر کار اولو العزمانہ علو ہمت کا ہے فقط یہ بعینہ مصداق حال جناب
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ہے بعد اسکے تمام حال خسران آل زیاد و ہمراہیان
اوس ملعون اور تمام اشرار کربلا کا بشرح و بسط تمام ملاحظہ کرنا چاہیے کہ اللہ فرماتا ہے وَمَنْ يُضْلِلِ
اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَلِيٍّ مِنْ بَعْدِهِ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِنْ
سَبِيلٍ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ وَقَالَ
الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ
فِي عَذَابٍ مُقِيمٍ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَنْ
يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ترجمہ لفظی یہ ہے کہ اور جسکو راہبری نکرے اللہ تو نہین
واسطے اوسکے کوئی دوست رہنما بعد اللہ کے اور تو دیکھیگا اے حبیب مخاطب

گنہگاروںکو جسوقت دیکھینگے گنہگار یعنے اشرار کربلا عذاب الہی کو کہینگے کہ کسیطرح دنیا
مین پہر جانے کی بہی کوئی راہ ہوتی یعنے دنیا مین پہر جاتے اور اپنے گناہ اور مظالم
مظلومان کربلا سے بخشواتے کہ یَا لَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ یعنے کاش پہر دنیا مین زندہ
ہوتے اور اسکا عذر و معذرت کرتے فقط اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ سب ملاعین کربلا
بے توبہ مرے اور اونکی توبہ زبانی قبول بہی نہ ہوئی جیسا کہ بجاے خود بعد اسکے مذکور
ہوتا ہے پہر ترجمہ ہے اوسی آیہ مذکورہ بالا کا کہ دیکہے گا تو اے محمد اون ظالمونکو جب سامنے
کئے جائینگے آتش جہنم کی جلی ہوئی ہونگی اونکی آنکہیں اور تیری آگے مارے ذلت
اور ندامت اور روسیاہی کے اور تیری طرف آنکہ چار نکر سکینگے اور وہ دیکہینگے تیری طرف
مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ یعنے نیچی آنکہون کنکہیون سے ڈرتے ہوے اور اونکو دیکہکر مومنین
ایماندار کہینگے اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی مومنین
محبان اہلبیت اور ماتمیان حسین خوش ہوہو کہینگے کہ ہر آئینہ یہ زیانکار خاسرین ہین کہ خسران
اپنی نفوس اور اپنی اہل کا کیا جو اونکے شریک اور معاون تہے روز قیامت مین فقط یہان مفہوم
معنی اوس نکتہ مذکورہ بالا کا سمجہنا چاہیے کہ جیسا اس دنیا مین اس مصائب کربلا کے رونے
سے امتحان محبت اور ایمان ماتمیان ہے ویسا عاقبت مین حال ذلت ظالمین دیکہکر
ہنسنے سے امتحان ہوگا کہ فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْکُفَّارِ یَضْحَکُوْنَ اسی مقام سے
اشارہ ہے اب مفہوم معنی اصل آیہ مذکورہ بالا کو سمجہنا چاہیے کہ بعد لفظ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کے
اللہ نے حبیب کو خبر دیتا ہے کہ آگاہ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ یعنے آگاہ ہوا اے
محمد کہ ہر آئینہ ظلم کرنے والے بیچ عذاب دائمی کے ہین ملاحظہ ہو کہ یہان لفظ ظالمین کی فرمائی
مشرکین اور کافرین نہین فرمائی اور اوپر بہی اسکے آیہ بالا مین لفظ تَرَی الظّٰلِمِیْنَ ہے تا صحیح
اشرار کربلا سمجہین جاوین کہ اونسے زیادہ تر روی زمین پر کون ظالم ہوگا اور پہر ...
فرماتا ہے وَمَا کَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِیَآءَ یَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

من سبیل یعنی کوئی نہوگا واسطے اوسکے حمایتی جو بچاوی اونکو علی الرغم اللہ کی اور جسکو ہمری نکرے اللہ پس نہین ہی واسطے اوسکے کوئی راہ فقط یہ اخبار عذاب دائمی کیواسطے اشرار ظلام کربلا کے سورہ حمعسق مین بالاجمال ہین اسکے سوای اور جگہہ بھی بتصریح تمام اخبار ملعون ابدی اور عدم قبول توبہ اشقیای کربلا بالتخصیص وارد ہی کما قال عز وجل کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانھم وشھدوا ان الرسول حق وجاءھم البینت واللہ لا یھدی القوم الظلمین اولئک جزاؤھم ان علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین خالدین فیھا لا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینظرون الخ اب واسطے ملاحظہ مضامین ان آیات بینات کی امعان نظر بھی درکار نہین ملاحظہ ہو کیسا صاف صاف واضح تر یہ مضمون مصرحہ آیات قرانی مطابق حال اشرار کربلا کے ہی کہ بے پردہ صاف صاف اللہ تعالی فرماتا ہی کسطرح ہدایت کریگا اللہ تعالی اون لوگون کو کہ کافر ہوگئی بعد ایمان لانے کے اور شہادت دیچکے کہ ہر آینہ رسول خدا بر حق ہی اور آئین واسطے اونکی آیات بینات اوپر تصدیق رسالت کے اور پھر اوس رسول سی منحرف ہوگئی اللہ نہین ہدایت کرتا ہی قوم ظالمونکو اون لوگونکی جزا یہ ہی کہ اوپر لعنت ابدی اللہ کی اور تمام ملائک اور تمام آدمیون کی ابدا مو بدا نہین تخفیف کیا جاویگا کبھی اونسے عذاب اور نہ امداد اور نہ نصرت کیجاوینگی کبھی یعنی حمایتی اور مددرس اور شفیع کوئی نہوگا اور سب جن وانس اور ملائک اور خدا اوپر لعنت بھیجینگے ہمیشہ فقط پس ملاحظہ ہو کہ یہ سب مضامین مصرحہ آیات قرآنی کسقدر بعینہ حرف بحرف ملاعین اشقیای کربلا پر صادق آتی ہین کہ ازلسی سور دلعین تمام کائنات ہین خصوصا تخصیص لفظ ظالمین سی سب مرتد اور کافر اور مشرک اور فساق فجار نکل گئی اور لفظ کفروا بعد ایمانھم اور لفظ شھدوا ان الرسول حق الخ کسقدر اس تخصیص خاص کو قوت دیتی ہی فافہم وتدبر اور یہ بھی خوب معلوم ہی کہ بعض لوگون نے قبل جنگ کربلا ہمراہی لشکر یزید سی کنارہ کیا اور توبہ بھی کی مثل حضرت حر یا اونکا بیٹا اور غلام یا شاید یہ بزید نے بھی ریاست مغصوبہ سے کنارہ کیا اور جو کوئی اس قبیل سی ہو کہ بیشتر سے کنارہ کش

اور تائب ہوا ہو یا پیشتر سے شریک یزیدیون کا نہوا ہوا ور بعد معرکہ کربلا کی نادم اور تائب ہوا ہو
پس ایسی خاص لوگونکی استثنا خود اللہ تعالیٰ باین الفاظ فرماتا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ
وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس یہ استثنا خاص بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور مطابق حال
واقع کربلا ہی یعنی مگر وہ لوگ کہ توبہ کی اون لوگون نے بعد اسکی اور اصلاح کی پس ہر آئینہ اللہ غفور الرحیم
ہی فقط بعد اسکی جو اور اشقیای کربلا مرتے دم تک کفر اور بغاوت اور شقاوت پر قائم رہے
اور زیادہ کفر اور طغیان کا غلبہ کیا کہ تصریح شقاوت اور مظالم کی کتاب سر الشہادتین اور تحریر الشہادتین
مین واضح تر مذکور ہی وہ لوگ شاید اگر بہنگام نزول بلا بخوف تیغ انتقام مختار ثقفی آخر کار توبہ پر بھی ناچار ہو کر
رجوع ہوئی ہو وین یہان خبر عدم قبول توبہ بتخصیص خاص اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
بَعْدَ اِیْمَانِہِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُہُمْ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الضَّآلُّوْنَ ؁ یعنی وہ لوگ کہ
کافر ہوگئے بعد ایمان کے پھر زیادہ تر کیا کفر کو نہین قبول کیجاوے گی توبہ اونکی وہ لوگ ضال گمراہ ہین
فقط اب ان سب تصریحات تامہ کو ملاحظہ کیا چاہیے کہ اول سے آخر تک بعینہ ہر جزئیات مطابق واقعات
کربلا کے واضح تر ہی اور سوای واقعہ خاص کربلا کسی جگہہ اور کسی سانحہ سے ان سب آیات قرآنی کی
مطابقت نہین ہو سکتی ہے فافہم وتدبر اب معلوم کرنا چاہیے کہ یہ سب اخبار قبل الوقوع واقعات
کربلا از روی آیات منصوصۂ قرآنی بیان کیے گئے اور بعد الوقوع تطبیق ہر مصیبت اور ہر واقعہ کی آیات
قرآنی سے بواقعی معلوم اور ثابت ہوئی مگر اس سے رفع ترددات اور تحیرات مذکورہ بالا نہوا بلکہ
اور زیادہ تر اوس تحیرات کو قوت ہوئی خصوصاً تحیر مفتم کو زیادہ تر قوت ہوئی کہ جس حالت مین
بحکم خدا اور بفعل خدا اور بارادہ خدا بہ تقدیر مشیت ازلی یہ سب واقع ہوا جسکی خبر اللہ تعالیٰ کلام اللہ
مین فرماتا ہی جیسا کہ مذکور ہو چکا معہذا ایسے ظلم عظیم اور شقاوت قوی کی مکافات مین اگر ایسے
ملاعین اشقیا عذاب دائمی جہنم مین مبتلا ہوی اور اوسکے اجر مین سب شہدا مظلوم بیگناہ
خیر محض ہزار گونہ نعمای بہشت اور رحمت اور رضوان الٰہی مین مستغرق ہوئے یہ کب ایسی مظالم اور
بغاوت شدید کی سزا ہی اور کب ایسی خیر محض مظلوم بیگناہ معصوم کا اجر ہے کہ ہر مومن بیگناہ کا

قتل بعد یہ استحقاق سزا اور جزا کی رکھتا ہے مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ جب یہ حکم عام سزا اور جزا کا سب ظالمین اور مؤمنین کے واسطے علی العموم منصوص ہے پس اگر ظالم اور شہداے کربلا کا بھی اسیطرح کا مکافات اور اجر منصوص ہوا کون تخصیص اور تکلف ہوا کہ سب نعماے بہشت قبل ایسے مظالم اور مصائب شدیدہ کی ایسے بیگناہون خیر محض معصوم کے واسطے مسلّم اور متحقق ہی بارے ایسے مظالم اور مصائب کا نتیجہ اور اسرار کچھ معلوم نہوا ؎ پسندیدہ پرسیدای ہوشمند ٭ جوابت بگویم گر آید پسند ٭

پہلے شبہہ اول ور تحیر ہفتم کو دفع کرنا مقدم تر ہے کہ جس حالت مین اسکا فاعل درحقیقت خدا ٹھہرا کہ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ اسصورت مین یزید ملعون اور اشرار کربلا کی ملعون اور معذب ابدی ہونیکی کیا وجہ **جواب** اب اوسکو بعینہ اسطرح سمجھنا چاہیے کہ خالق افعال بندگان اور خالق شر نفس اور شیطان کا اللہ ہی کہ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ اور شیطانکو خود اللہ نے نفوس بشر پر مسلط و متعین کیا اور انبیا کو شر نفس کے ہاتھ سے عاجز کیا کہ وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ خود بزبان انبیا فرماتا ہے اور کسی نبی کو نفس پر اختیار نہین دیا کہ خود اپنے حبیب نبی برحق سے فرماتا ہی قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ اور پھر شیطان لعین کو اوسنے اختیار دیا کہ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ٭ اور خود شیطان کو حکم اغوا کا دیا کہ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا الخ پھر اس صورت مین شیطان کا کیا قصور کہ ازل سے اسی کام پر مامور ہے جو کچھ ہوا بحکم تقدیر خدا ہوا پھر شیطان کو معذب اور ملعون ابد سے خلود فے النار کیون کیا اور انسان کو بجرم شر نفس کیون ماخوذ کیا پس جو صورت شیطان کے معذب اور ملعون ہونے کی سمجھی جاوے وہی نظیر بعینہ یہان بھی سمجھی جاوے کہ جس فاعل مختار نے کسیکو ازل سے شقی اور ملعون ازلی پیدا کیا اوسی نے اسی عالم ظاہر میں بہ سبب کام شقاوت اور بغاوت کے ظاہر کیے تاموافق حکم ازلی استحقاق لعنت ابدی اور تعذیب کا پیدا کرے کہ مَنْ

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ یہی حال یزید اور سب اشقیای ظالمین کربلا کا سمجھنا چاہیے جسطرح یہان سب مراتب اعمال شقاوت کی اشرار کربلا پر ختم کرنا ازلی تھا کہ اوسکے سبب اسباب اور آثار عالم اسباب مین ظاہر ہونا ضرور ہوا اسیطرح سب مراتب سعادت کا اور اختتام اور تکمیل جمیع مراتب صبر اور رضا اور تسلیم اور شہادت اس خاتمہ پنجتن پر ختم کرنا ازلی تھا لہذا وقوع کسواسطے کہ بدون وقوع ظلم اور مصائب اور بلیات کی امکان صبر و رضا اور تسلیم کسطرح متصور تھا کہ صبر بلا پہ ہوتا ہی بندہ رحمت مین پس واسطے تکمیل صبر کے بلا ضرور ہوئی اور بلا اور ظلم پہونچانے کیواسطے ظالم کا ہوا ضرور ہوا اور ظالم کا خلود فی النار اور معذب اور ملعون ابدی ہونا مسلم ہوا کہ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ اس صورت مین اشقیا ازلی اور ظالمین اور شیطان لعین کا معذب اور ملعون ابدی ہونا ضرور تر ہوا کہ مظہر قہر کا مقہور اور مظہر رحمت کا مرحوم ہونا مسلم ہے ؎ ہر کرا بینی بعالم مظہرے از نام اوست ❊ بعض مردم مظہر قہار بعضی الرّحیم ❊ مظہر قہار مقہور ست آخر بالیقین ❊ مظہر رحمان بود در رحمت حق مستقیم ❊ ہر صفت کان در تو ظاہر شد ز اسمائی صفات ❊ در بیان آخر بہ پیوندی بحکم آن حکیم ❊ متصف ذات خدا در ہر صفت باشد ہمے ❊ قابض از بہر بخیل و باسط از بہر کریم ❊ قس علیٰ ہذا مآل مظہر ہر اسم او ❊ جنس با ہمجنس پیوندد و ہم امید سیم ❊ من چرا گویم کہ این کن آن مکن ای ہوشمند خود تامل کن چو داری بہرہ از رائے سلیم ❊ ہر چہ خواہی کرد آخر در ہمان شامل شوی ❊ میشود ہر شی باصل خویش راجع از قدیم ❊ جنس سوی جنس خود البتہ مائل میشود ❊ اندرین ظلمی نباشد از خداوند کریم ❊ ور بدی بالعکس تا البتہ جائی نقض بود ❊ ورنہ باشد این چنین پس نیست ایرادی ندیم ❊ بہ رفع تحیر اور تردد تو اس مضمون سی بواقعی ہوگیا باقی رہا شرو نفس امارہ بالسوء کا کہ بحکم خدا اور باختیار خدا ہی انسان ضعیف البنیان سی کیون مواخذہ ہی یہ بحث اور ہی بہت دراز ہی یہ مختصر اس بیان کا گنجایش پذیر نہین یہان اس بیانکی ضرورت ہی شرح اسکی کتاب اسرار حکمت اور اسرار واحدی اور معرفۃ النفس اور مرافعہ قضا و قدر اور مسئلہ جبر و اختیار مین بواقعی بیان کی گئی ہی فلینظر ثمہ باقی رہی اور تحیرات مذکورہ بالا کہ عمدہ ترین شرط شہادت کی یہ ہی کہ مشرک نہو کلمہ گوئی محض بواسطہ کلمہ شہادت

کے مقابلہ ہو دوسرے یہ کہ غایت حفظ نصرت اسلام اختتام اس شہادت کا جناب رسالت پر
ملتوی ہو کر یہان ختم ہو سو اس سانحہ کربلا مین کوئی صورت نصرت اور توہین اور ہزیمت اسلام
اور اہلبیت رسالت کی باقی نہ رہی سو حفظ نصرت اسلام بھی نہوا تیسرے اختتام شہادت نبوی
اگر اسی پر موقوف تھا تو بھی نہ رہتا بوجہ ممکن تھا پس اگر قتل جمیع عزیزان اور فرزندان اور موالی اور
انصار اور بالای محبت و تشویش اور مسافرت اور اسیری اہل و عیال شروط لوازم شہادت سے سمجھا
جاوے بسبب شہادت شہزادہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم باطل ہوئی جاتی ہین کہ وہان
یہ شروط لوازم نہین چوتھا تحیر یہ تھا کہ بلا تقرر دالا ضرور ہے یہ بھی سمجھ مین نہین آتا کہ بلا اور مصائب
اور تکالیف امر آخر ہے اور دشمنون کے مقابلہ مین نصرت اعدا اور ہزیمت اور توہین ایسے بیگناہ محبوب
معصوم کی اور توہین اسلام کی البتہ بائیہ حیرت ہے پانچوان تحیر یہ تھا کہ یہ ہجوم بلیات محض واسطے
امتحان کے تھا یہ بھی سمجھ مین نہین آتا کہ بعد تکمیل امتحان کے چاہیے تھا کہ مثل کارد ذبح اسمعیل علیہ السلام
خنجر شمر لعین کند ہو جاتا اور فدیہ اور امداد غیبی پہونچتی یہ بھی نہوا چھٹا تحیر یہ تھا کہ اور سب مظالم اور مصائب
تو اشقیائے کربلا کی طرف سے پہونچی کہ ملعون اور معذب ابدی ہوسے بارے چشمہ آب خیمگاہ کربلا
مین کسنے غائب کر دیا اسمین کیا بھید تھا ساتوان استعجاب یہ کہ اس سے بلیات اور مصائب
اور مظلومیت اور شہادت اور تکمیل صبر اور رضا اور تسلیم کے اجر مین اگر تمام نعمای بہشت
اور سب حور قصور حاصل ہو تحصیل حاصل ہوا کہ یہ جناب خاص ازل سے قسیم النار والجنۃ ہے
نعمای جنان ہم الٰہی بخشندہ کو نین بیک نیم نگاہ بخشندہ جائے کہ بہشت رابیک جو نخرند
اینجاست کہ کوہ را بکاہی بخشند فقط پس ان سب تحیرات اور ترددات اور استعجاب کا رفع
ہونا ضرور ہے تا معلوم ہو کہ ایسے واقعات حیرت افزا مین اسرار الٰہی کیا ہین فقط بیان اسرار
کربلا و وجہ کند نشدن خنجر شمر لعین مثل کارد ذبح اسمعیل علیہ السلام و وجہ نرسیدن فدیہ و نرسیدن امداد
غیبی مثل دیگر انبیاء سابقین و غائب شدن چاہ خود بخود از خیمگاہ کربلا و صورت تکمیل شہادت و اختتام
جمیع مراتب خلت و استقامت و صبر و شکر و رضا و تسلیم و مصائب اند گوش ارادت در کار ملاحظہ رود

بیان اسرار تحیر ... کربلا ... بسبب ...

کاز کدام مقام سخن میرود * اکنون نفسی بہم گوش فرادار * خاموش خبردار خبردار خبردار * پاس
ادب حضرت شبیر نگہدار * زانوی ادب تہ کن و تسلیم بجا آر * دریاب کہ مقصود ازین نظم و بیان چیست
در پردہ این نکتہ چہ پیدا و نہان چیست * دریاب کہ تا چیست درین حکمت قیوم * ناکام چرا رفت ز دنیا
شہ مظلوم * بیجرم یکے قتل شد و یک شدہ مسموم * با سینہ صد چاک و دل خستہ و مغموم * نایافتہ کام
دل خود چون دگران آہ * رفتند چرا ہر دو بحسرت ز جہان آہ * آنیست درین مصلحت ایزد اعلی
کین جملہ قلیل ست متاع ہمہ دنیا * وین کار بود لائق بسیار جزا ہا * زین جملہ جزا ایش شدہ موقوف
بعقبی * آن چیست جز امغفرت امت عاصی * وز جرم و خطا معذرت امت عاصی * اب اس بیان
مغز سخن کو سمجھنا چاہیے کہ جب حاکم زبردست قوی و توانا و حلیم رہ مدت مدید تک ضبط اور درگذر اور
اغماض کرتے کرتے یکبارگی جوش غیظ و غضب مین آتا ہے اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن غَضَبِ الحَلِیمِ اوسوقت کسی مقرب
اور عزیز و قریب کو مجال دم مارنے کی نہین ہوتی ہے مگر مظلوم ستم رسیدہ دادخواہ کو ایسی ہی مقام
مین زیادہ تر رو سے سخن اور جرات گویائی ہوتی ہے اور حاکم غضبناک کو بھی خاصۃً عین اوسی
حالت غیظ مین روی رحمت اور کمال توجہ بالطبع اوس مظلوم دادخواہ کی طرف ہوتی ہے
چہ جاکہ اوسی مظلوم ستم رسیدہ کا حال دیکھکر شان غفاری جوش مین آئی ہوا اب اوسوقت کا
حال خیال کرنا چاہیے کہ جب ایسے مظالم اور بغاوت اور طغیان اور شقاوت اشقیاے کربلا
اور مظلومی ایسے خیر الخلائق بیگناہ معصوم محبوب المحبوب کی دیکھکر ایسے حلیم قادر توانا کو بعد اسقدر مدت
دراز کے جو یکبارگی غیظ و غضب آویگا اوسوقت کا حال تصور کیا جاوے کہ کیا ہوگا کَلَّا اِذَا
دُکَّتِ الاَرضُ دَکًّا دَکًّا وَّجَآءَ رَبُّکَ وَالمَلَکُ صَفًّا صَفًّا وَّجِایْٓءَ یَومَئِذٍ بِجَہَنَّمَ
یَومَئِذٍ یَّتَذَکَّرُ الاِنسَانُ وَاَنّٰی لَہُ الذِّکرٰی الخ اور دوزخ کا حال اللہ تعالی فرماتا ہے کہ قریب
ہے کہ شق ہوجاوے مارے غیظ و غضب کے تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الغَیظِ العظمۃ للہ الواحد القہار
ع اولو العزم را دل بلرزد ز ہول * بشنو بشنو جلالت و عظمت کبریائی و جبروت * دمی کہ جلوہ کند
جلشانہ ابداہ و آن زمان کہ بیک نیزہ آفتاب رسد * در آن زمان کہ ہمہ برزنند ارض و سما * بدانترا

کہ تزلزل فتد بروح و ملک * در آنزمان کہ درآید بلرزہ عرش علی * در آن زمان کہ ملائک رسند صف در صف
نجا ہمہ انبیا چون معنی شود پیدا * ہل امتلأت بدوزخ دمے کہ گفتہ شود * کند بنعرہ ہل من مزید
حشر بپا * سمع لہا شہیق و زفیر مہیب بردارد * تمام عالم امکان شود تہ و بالا * دہند نامہ بہر یک
چو از یمین و یسار * کنند از پی وزنش ترازوی برپا * الا فما لہ من قوۃ ولا ناصر * فتد چو معنی
فیلی السرائر مبلا * زند چو مرضعہ ہم شیرخوارہ را بزمین * شود ز تہلکہ اسقاط حمل از حبلی * چو انبیا
ہمہ از یک بدیگر اندازند * بحضرتش نہ مجال سخن بود اصلا * در آن زمان کہ زند جوش شان قہاری
ازو رسد لمن الملک ہر طرف چو صدا * در آنزمان کہ اولوالعزم را بلرزد دل * پی شفاعت امت
نہ جرأت و یارا * در آن زمان کہ بگویند انبیا نفسی * مگر یکے کہ فقط امتی بود گویا * در آنزمان بجنابش
کرا مجال سخن * بجز کسی کہ بود در مقام محمودا * بحکم سابق او رخصت سخن یابد * کہ خود نمود ز الا باذنہ
استثنا * الخ پس ایسے وقت مین خیال کیا جاوے کہ با وجود حکم استثنای الا باذنہ اور با وجود وعدہ
ہرگونہ شفاعت اور مغفرت کے مقام عبودیت اور خشیت مین کس طرح کسی مخصوص مقرب کو
ایسے احکم الحاکمین ذوالجلال ذوالکبریای والجبروت کے سامنے ایسے وقت کمال غیظ و غضب مین
جرأت سخن ہو سکتی ہے سہ آنوقت کجا تاب سخن نوع بشر را * جز آنکہ دہد در رہ او لخت جگر را *
آنرا کہ چنین حق شدہ ثابت بر یزدان * آنکس کہ فدا شد برہ حق بدل و جان * آنکس ہمہ تن غرق بخون
با دل بریان * پیراہن پر خون بکف والدۂ آن * خواہد چو ازین شکل بمحشر ز خدا داد * یابد بیقین سبط
پیمبر ز خدا داد * آن داد چہ خواہد عوض اینہمہ خدمت * از حضرت حق مغفرت جملہ امت * با رانگہ
سوی زمین کردی ندامت * و دراز کرم دست دعا بہر شفاعت * ہر یک ز بر خویش براند بجہان وقت
او امت من گشتہ بجوانہ بجہان وقت * پس اب سمجھنا چاہیے کہ اشرار ظالمین کربلا کو روز ازل سے
کاتب قضا ملعون اور معذب ابدی مخلود فی النار لکھ چکا ہو جسکا بیان آیات منصوصہ سے بشرح و بسط
تمام مذکور ہو چکا اس صورت مین ایسے اشرار معذب ابدی کیواسطے فریاد اور استغاثہ کی اوس درجات
اکب [?] تھی بلکہ یہ کہ اس سانحۂ عظیم سے جرأت سخن کی الفتہ ایسے مظلوم ستم رسیدہ کو ایسے وقت مین

بخوبی تمام ہوسکتی ہے اور کسی نبی کو ایسے ہنگام غیظ وغضب مین مجال سخن کب ہوسکتی ہے ع اولوالعزم را
دل بلرزد زہول ۔ کیونکہ وہ سب اپنی داد دنیا مین پاچکے اور یہان باقی ہے ع ترسم ازین گناہ شفیعان روز
حشر ۔ دارند شرم گر گنہ خلق دم زنند ۔ اور حضرت خاتون قیامت کا بسواری ناقہ میدان محشر مین آنا اور
ملائک کا غُضُّوا کہنا اور سب اہل عرصات کا بپاس ادب اپنے پردہ داری کی آنکھ نیچی کرنا جو احادیث صحیحہ معتبرہ سے بالاتفاق
ثابت اور مسلم ہے نہ یہ کہ محض اس دادخواہی کیواسطے اس جاہ وحشم سے ایسے مقام پر ایسی حال مین تشریف لاوینگی
یہ دادخواہی اور تعذیب ایسے اشقیا کی کب اس روز پر اوٹھہ رہی گی کہ نوبت استغاثہ اور دادخواہی کی بھی پہونچنے
پاوے بلکہ خود منتقم حقیقی قاضی محشر سب اشرار کربلا کو بحکم یُعَذَّبُونَ بِاَصْنَافِ الْعَذَابِ طرح طرح کی عذابات مین
پیشتر ہی مبتلا کرکے واسطے مزید شدت عذاب روحانی کی سب ذلتین اور رسوائیان اور عذابات اونکی سب
اہل عرصات کو عموماً اور جناب حضرت خاتون قیامت اور سب شہداے کربلا کو اور سب مومنین محبان
اور ماتمیان حسین علیہ السلام کو خصوصاً دکھاویگا کہ یہ خوشی مومنین کی امتحان ثانی اور لذت روحانی ہوگی جیسا
دنیا مین رونے سے امتحان محبت اہل بیت کا تھا اور اسیکے مقابلہ مین اشرار کربلا کا صدمہ عذاب
روحانی تصور کیا جاوے کہ سب عذاب جسمانی پر غالب ہوگا خصوصاً جب مرتبہ شفاعت عام کا اور اپنی محرومی
اپنی آنکھون دیکھین گے اَتَرْجُوْا اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا شَفَاعَةَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ خود ظاہر ہے کہ اونکے
دلون پر کیا گذریگا یہ آتش حسرت روحانی سب آتش دوزخ جسمانی پر ہزار مرتبہ شدیدتر اور تیزتر ہوگی ۔
نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ اسکے مقابلہ مین سب مومنین محبان اہلبیت اور
ماتمیان حسین علیہ السلام اپنے دلونکو دیکھین اور غور کرین کہ اس لذت روحانی کے مقابلہ مین کوئی لذات جسمانی
اور شہوانی بہشت کی خیال مین آتی ہین چنانچہ یہ دکھانا عذاب اشرار کربلا کا سب مومنین کو آیہ مذکورہ بالا سے
بتصریح تمام ثابت اور منصوص ہے کما قال عَزَّ وَجَلَّ وَتَرَی الظّٰلِمِیْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ یَقُوْلُوْنَ ہَلْ
اِلٰی مَرَدٍّ مِّنْ سَبِیْلٍ وَتَرٰہُمْ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْہَا خٰشِعِیْنَ مِنَ الذُّلِّ یَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ
وَقَالَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَہُمْ وَاَہْلِیْہِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الخ ترجمہ اسکا اوپر گذرا اور
مرقوم ہے لفظ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے سواے محبان اور ماتمیان حسین علیہ السلام کے کون مراد ہوسکتا ہے

کہ اشک ریزی ماتم حسین مین عین دلیل اور امتحان محبت ہی اور یہی محبت اہلبیت آخر کار محبت الٰہی تک منتہی ہو کر عین ایمان ہی کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ جیسا کہ بیشتر بشرح وبسط تمام مذکور ہو چکا ہے اسصورت مین یہ جو متعارف اکثر شیعون مین بیان ہی درست ہو سکتا ہی کہ امت کے بخشوانے کیواسطے اپنا سر دیا یعنی بسبب اس معرکۂ خاص کربلا کے اودہر اوس شافع محشر مظلوم داد خواہ کو اوس جوش غیظ و غضب الٰہی مین جرات سخن کی زیادہ تر ہوئی اور ادہر گریہ وبکا ماتمیونکا پایۂ امتحان او محبت اہلبیت اور قوت ایمان ہو کر پایۂ مغفرت اور اجر اخروی ہوا پس درحقیقت یہی سانحہ خاص کربلا کا اسکا سبب واقع ہوا جیسا کہ مرثیہ مذکورہ مین مذکور ہو چکا ہے کہ ع این محض پے مغفرت ما تنہا نسبت الخ فافہم وتدبر پس جو شخص کہ آج مصائب اہلبیت پر گریان ہی اوسکا اوس روز خندان ہونا مسلم ہی جیسا کہ آج آنسو نکالنا بتصنع اور بارادہ بدون جوش آتش محبت ممکن نہین ویسا کل کے روز کہ ع اولوا العزم را دل بلرزد زہول ہم ہنسنا بتصنع باختیار خود ممکن ہو گا مگر بتقاضای جوش محبت اہلبیت وہ تعذیب اور رسوائی اشرار ظالمین کربلا دیکھکر بے اختیار محبان اہلبیت ہنس پڑین گے کما نص علیہ القرآن وُجُوْہٌ یَّوْمَىِٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ اور اسی کے مقابلہ مین یہ ہنسی مومنین کی دیکھکر حسد عذاب آتش روحانی جو کچہ کہ کافرون پر گذریگا خود ظاہر ہی جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا ہی سعدیا دار انزیان کہ جوانان اہلبیت ماتم کنان بعرصۂ محشر قدم زنند اور جو بسبب کند ہونے خنجر شمر لعین مثل کارد ذبح اسمٰعیل علیہ السلام اور نہ پہوںچنے فدیہ اور نہ پہوںچنے امداد غیبی کے مثل انبیاء سابقین باہمہ استغاثات سخت مایۂ حیرت واستعجاب عالمیان ہی اسکو بھی اسکے بموجب خاطر سمجھ لینا چاہئے یعنی بسبب انبیای سابقین کیواسطے فقط امتحان تھا اور یہان اختتام اور تکمیل تام وہان اگر کارد ذبح کُند نہو جاتی اور فدیہ نہ پہوںچتا تو سب مرتبہ کمال صبر اور رضا و تسلیم اور خلت اور شہادت کا وہین ختم ہو جاتا یہان کیواسطے کیا باقی رہتا وہان تو اجر دنیا مین مل چکا یہ مرتبہ شفاعت کبری کا دنیا مین کہان تھا یہ نکتہ صریح ملاحظہ نہین ہوتا کہ لفظ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اللہ کیطرف سے مشعر ہی جو بہر کیف صادق آسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ یا کلیسٹ نہ فرماتا یہ ذبح عظیم فدیہ

دفع شبہ و تحیر دیگر

خاص خدا اس روز کے واسطے اوٹھا رکھا تھا کما وقع پھر یہان فدیہ بھیڑ بکری کا کیون آنے لگا کیونکہ جو فدیہ
فدیہ مطلوب خدا تھا اور وہان فقط امتحان تھا یہ نکتہ اندک غور او خیال سے نہین کہ پایا جاتا ہے کہ باوجود
نوسے پچاس زخم جسم مبارک پر پہونچے تھے اوسوقت تک روح مقدس زخم ذبح خنجر کی منتظر تھی کہ
بدون ذبح روح مبارک نے جسم اقدس سے مفارقت کہان ... ذبح اسمعیل کیون
کند ہونے لگا کہ وہان فقط امتحان تھا او یہان اختتام وہ فدیہ مطلوب تھا اور یہ فدیہ از اپنے
بدرخواست خود مطلوب او مقبول اور محبوب ... اگر فقط
محض شہادت صرف پر اکتفا ہوتی اسقدر زخمہای کاری ... واسطے شہادت کے کیا لازم تھی کہ نوبت ذبح
کی پہونچی اسی نکتہ سے سمجھنا چاہیے کہ مفہوم ذبح عظیم بمفاد وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ کس طرح صادق
آتا ہے اگر زخمہای سابق سے وفات ہوتی فقط اطلاق شہادت ہو سکتا تھا مفہوم ذبح عظیم کا صادق
نہ آتا فافہم وتدبر **دفع شبہہ و تحیر دیگر** اور وہ جو عمدہ ترین شرط شہادت مین شبہہ تھا کہ کافر غیر
کلمہ گو کے ہاتھ سے قتل ہونا اور محض واسطے کلمہ شہادت کے بلا غرض نفسانی جنگ واقع ہونا شرط شہادت
ہے اسقدر ہجوم مصائب اور شدائد اور تکالیف شاقہ کہ چشمہ آب بھی خود بخود غائب ہو گیا کچھ لوازم
شہادت سے نہ تھا اور اسقدر توہین اور اسیری اہلبیت رسالت اور شکست فاش لشکر اسلام اور
منصوری اور کامیابی اعدا بھی لوازم شہادت سے نہ تھی جیسا کہ مقام تحیر مین اوپر مذکور ہو چکا ہے اب
اس **سر نازک اور نکتہ باریک کو سمجھنا چاہیے** کہ اسی نکتہ خاص سے بتوضیح تمام ثابت ہوتا ہے
کہ مفہوم فَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ سے بے شبہہ یہی فدیہ اور ذبیحہ مقبول خدا مراد ہے اس ذبح عظیم کا مرتبہ
شہادت سے کہین بالاتر اور عظیم تر ہے کہ شہادت بھی اسکے ضمن مین خود حاصل ہے اس مرتبہ عظیم ذبیح اللہ
کے مقابلہ مین شہادت دون مرتبہ ہے اور آسان تر ہے کہ شہادت مستلزم اسقدر اجتماع جمیع آفات
اور مصائب کی نہین کہ چشمہ آب بھی خود بخود گم ہو گیا یہ بات اور ہے مقام اور ہے نہ محض شہادت
کہ علی العموم ہر شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جب کسی مشرک بت پرست نے زبردستی کلمہ شہادت
کھلایا جاوے اور وہ نہ کہے اوس سے لڑے شرط شہادت ادا ہو جاتی ہے کہ اس طرح

ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی مثل ہمراہیان سالار مسعود غازی شہید ہوتے چلے آتے ہین کہان یہ شہادت
صرف کہان وہ ذبح عظیم پس نکتہ باریک اسمین یہ ملاحظہ کرنا چاہیے کہ یہ ذبیحہ راہ خدا اس راہ
سے کامل تر ٹھہرا کہ باہمہ ظلم وضلالت اشقیای کربلا کلمہ گو کے ہاتھ سے ذبح ہوکر وفات پائی اور جبتک زخم
خنجر کلمہ گو نہ پہونچا باہزار و نہصد و پنجاہ زخم روح اقدس نے مفارقت نہ کی اور ذبیحہ بدون کلمہ گو درست
نہین بخلاف شہید فی اللہ کا فر غیر کلمہ گو کی ہاتھ سے قتل ہونا شرط ہے فافہم وتدبر ع ببین تفاوت رہ
از کجاست تا بکجا ۔ پس یہ صورت تکمیل ذبح عظیم کی ٹھہری کہ مرتبہ شہادت پر کہین غالب ہی شہادت عام
ہی اور یہ خاص اب اسکی ضمن مین صورت شہادت کی مشاہدہ کرنا چاہیے تا کوئی مرتبہ فضیلت کا اوسکے نہ ہے شہید
گو شان عظیم ہی کہ اوسکا قاتل بھی خلود فی النار ہو یہ بات یہان بخوبی تمام حاصل و منصوص ہے چنانچہ
اشرار کربلا کی جانب نسبت کفر کی اللہ تعالی بھی فرماتا ہی کہ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ
شَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ الخ پھر اسکے بعد بمقام عدم قبول توبہ مکرر فرماتا ہی کہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ
اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ خود ظاہر ہے کہ مصداق مضامین
ان آیات کے اشرار کربلا پر اسقدر صادق اور مطابق واقعی ہین جیساکہ مذکور ہوچکا اس راہ سے
بلفظ کفر بھی اللہ تعالے نے انکا ذکر فرمایا گو زبان سے کلمہ بھی کہتے تھے اور نماز
بھی پڑھتے ہون کہ شَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ الخ خود اللہ تعالے فرماتا ہے اور پھر
بلفظ کفر مکرر ارشاد فرمایا اور بظاہر کلمہ گو زبانی ہونا واسطے ذبیحہ کے کافی ہے کہ سب قصاب
ذابح البقر کا یہی حال ہے فقط زبانی کلمہ کہنا و کبھی بالفاظ غلط جانتے ہین کبھی نماز روزے سے
خبر نہین اونکے مقابلہ مین یہان بظاہر نماز روزے کی صورت تھی پس بنظر کلمہ گوئی زبانی کے
تو ذبیحہ درست ٹھہرا و حلیۃ القتول سے اور بنظر نسبت کفر اور خلود فی النار منصوصہ کے
شرط شہادت کی بھی بخوبی ادا ہوئی اب صورت فضیلت اور تخصیص
اس شہادت خاص کی نسبت شہدای غزوات نبی پر ملاحظہ کرنا چاہیے
ظاہر ہے کہ شہدای غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت یہ تھی کہ خود غلبہ اور زیادتی او

خروج کرکے کافرون پر چڑھ جانا اور بجبر و زبردستی مار مار کر ایمان قبول کروانا اور درصورت انکار اونکو
قتل کرنا اور اونکے مال و متاع کو غنیمت اور اہل و عیال اور اطفال کو لونڈی غلام اور عورتونکو
بے نکاح حلال طیب سمجھنا اس حالت زد و خورد مین اگر کوئی مسلمان کفار کے ہاتھ سے مارا جاوے
وہ شہید برحق اور اگر مسلمان قتل کرے وہ غازی ہو فقط مگر چونکہ بحکم فَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ
بے عداوت نفسانی محض بحکم خدا براہ خدا واسطے کلمہ شہادت کی تھا اس سببسے داخل شہادت اور جہاد اور
عبادت اور ریاضت اجر عظیم ہوا والا بادی النظر مین خود ظاہر ہے کہ کوئی ظلم صریح اور زیادتی اور بدعت
اور مردم آزاری اس سے زیادہ نہین ہوتی کہ نصاری اب تک اعتراض کرتے ہین اور ایسی ایمان
جبری کو معتبر نہین سمجھتی چنانچہ اسکا جواب **اسرار النبوت** مین بلطف تمام معقول اور موجہ
خامہ مولف سے برآمد ہوا ہے **فلینظر ثمہ** پس یہ شان اور ماہیت اوس شہادتکی ہے کہ بادی النظر
مین بصورت ظالمانہ ہے بخلاف اس شہادت معرکہ کربلاکی بالعکس اوسکی مظلومانہ ہے کس طرح کا غلبہ اور ظلم
اور زیادتی ناحق اور غدر نا شنوی جانب اشقیای کربلا اور مظلومی اور بیکسی اور حقیت اس طرف کی
صریح ظاہر ہے پس جس صورتمین اوس صورت ظالمانہ مین اسقدر مرتبہ شہادت کا تحقق اور
منصوص ہے فکیف کہ یہ صورت مظلومانہ باین بیکسی غربت و کربت باہمہ حقیت باہمہ عزیزان اور
فرزندان اور موالی اور انصار بلاحظہ ہو کہ کسقدر اوس شہادت ظالمانہ پر بھی ترجیح رکھتا ہے
کہ خود اللہ تعالی اس شہادت خاص کی تعریف اور خبر بتصریح بیان جمیع مصائب واقعات کربلا
فرماتا ہے جیسا کہ بالا مذکور ہو چکا ہے لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ الی
اخر الآیات المذکورات اور اسکا اجر اور مرتبہ اور تخصیص اور ترجیح بھی آیات مذکورہ بالا مین مذکور ہے کہ شہادت
کبری ساتھ صبر و شکر اور رضا اور تسلیم اور مصائب اور مظلومیت کی جمع ہے یہ جمعیت تامہ شہدا کے
عام غزوات نبی کے ساتھ کب تھی اس راہ سے مرتبہ سید الشہدا کا خاص اسی جناب خاص کے
واسطے تخصیص پایا ہے ٭ این صبر و این بلا ہمہ شد ختم بر حسین ٭ جزوی نصیب کس نشد این رتبہ
زینہار ہے اور اسکا اجر بھی سوائے جمیع نعمائے بہشت کے شفاعت کبرائے اور مقام

محمود اور متفق صدق ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے بہلا یہ اجر دنیا مین کس طرح ہو سکتا تھا فافہم و تدبر
اب باقی رہا یہ کہ شہید اور ذبیح ہونا راہ خدا مین مستلزم اسقدر بلیات اور آفات اور شدائد اور شکست فاش
لشکر اسلام اور منصوری اعدا اور اسیری اہلبیت کا نہ تھا بارے اسمین کیا حکمت اور مصلحت
اور اسرار الٰہی تھا اور چشمہ آب کیون از خود غائب ہو گیا اور امداد غیبی مثل انبیای سابق کیون نہ پہونچا
یا اور طرح سے حفظ مثل رفع عیسیٰ علیہ السلام علی السما کیون نہ واقع ہوا ؎ پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند
جوابت بگویم گر آید پسند ٭ ای عزیز سیاق کلام الٰہی سے اس اسرار اور نکات باریک کو سمجھنا چاہیے کہ
انسان کا فکر اور ادراک اس عجائب قدرت الٰہی مین قاصر ہے لا علم لنا الا ما علمتنا اسیواسطے
بیشتر سب اخبار آیات کلام اللہ ابتدای حال سے آخر تک تصریح اور تطبیق تمام بیان کر دی چونکہ اوس
حکیم علی الاطلاق نے جمیع مراتب اور مقامات اور تمام شرائف اور فضائل کبریٰ ازلی سے خاص اپنے حبیب
ختم کر کے ختم الانبیا پیدا کیا اور اوس ختم الانبیا کا جان اور روح اور جزو بدن اور لخت جگر کا لخت جگر
جو کچھ کہو ہی ذات خاص خامسہ پنجتن ہے ؎ چون خاتمہ پنجتن پاک حسین است ٭ جزو بدن صاحب لولاک حسین است ٭
در مرتبہ بالاتر از ادراک حسین است ٭ زان مور دہر گردش افلاک حسین است ٭ از نوع بشر مرتبہ آنش
یسکہ فزونست ٭ آفات ہم از بہر وی از حصر برونست ٭ منظور الٰہی یہ تھا کہ سب مراتب اور شرائف
اور فضائل اولین اور آخرین اسی ذات خاص ختم المرسلین پر تکمیل اور ختم ہوویں پس اون سب مراتب
عظیم مین مرتبہ شکر اور صبر اور رضا اور تسلیم کا اعظم تر ہے اسکا اختتام اور تکمیل
بدون ہر گونہ مصائب اور بلیات محال تھا کہ صبر بلا پر ہوتا ہے اور شکر بھی حالت
صبر مین معتبر ہے اسواسطے حکیم علی الاطلاق نے جو جو مصائب اور تکالیف اور اذیت
مناسب جانے بیشتر ذات خاص اوس ختم رسالت پر ختم فرمائی کہ طوامیر و دفاتر
اوس سے پر ہین ؎ در مکہ چہا دید در ایام جہالت ٭ رنج و ستم و ظلم ز ارباب
ضلالت ٭ ہر گہ کہ بہ تنگ آمدہ از فرط ملالت ٭ واثق شدہ ہجرت بدل
ختم رسالت ٭ از مکہ روان شد بسوی شہر مدینہ ٭ حاصل شدہ این عز و شرف بہر مدینہ ٭ اسصورت مین کہ ہر گونہ

مصائب اور آلام بھی اوسی ذات خاص پر تکمیل پانا ضرور ہوا اور بعض مصائب خاص ایسی تھی کہ اوسکا اختتام اوس ذات خاص ختم رسالت پر ہونا مایۂ ضعف اسلام نہین بلکہ فقدان اسلام تھا وہ سب اس جزو بدن لخت جگر خاتم پنجتن پر کربلا مین اوٹھہ رہی کما وقع اب ملاحظہ کیا جاوی کہ حوادث و واقعات کربلا جو بعد قوت اسلام کربلا مین واقع ہوئی اگر اوس ایام اوائل اسلام مین کہ ہنوز اسلام نے قوت نہین پکڑی تھی اوس ذات خاص ختم رسالت پر واقع ہوتی کب اسلام کا نام عالم مین باقی رہتا اسقدر ضعف اور توہین اسلام تو فقط واقعات کربلا سی ہوئی کہ اب تک مایہ حیرت عالمیان ہے اس صورت مین ملاحظہ کیا جاوے کہ سوای اون اخبار اور الہامات غیبی کے جو بواسطہ اور بلا واسطہ جبریل علیہ السلام متواتر منقول ہین کلام اللہ مین کس ترغیب اور تفہیم اور ترتیب سے اللہ تعالیٰ ہر مصیبت کی شرح تدریج نام بنام بیان فرماتا ہے پہلے صبر اور شکر کی تعریف اور ترغیب پھر بیان مرتبہ شہادت پھر بعد اسکی بتدریج ہر بلا کی تخصیص نام بنام تفہیم تمام وارد ہے تا تحمل اوسکا شاق نگذرے پھر بیان اجر صبر کا اوس غایت تک کہ اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ جیسا کہ شرح و بیان اسکا ہو چکا ہے پس بلائین تو آگے سے بعید اجر اور جزا کی بدی تھین اور واسطے تکمیل مراتب صبر و شکر اور رضا و تسلیم کے اون سب کا اختتام یہین ضرور ہوا پھر کس طرح امداد غیبی مثل انبیای سابقین یہان پہونچتی کہ وہان فقط امتحان تھا اور اسی دنیا مین اجر بھی ممکن تھا کما وقع اور یہان تکمیل اور اختتام اور اجر اسکا مثل مقام محمود اور شفاعت کبرای اور مقعد صدق دنیا مین کب متصور تھا سے

اینست درین مصلحت ایزد علی ؛ کاین جملہ قلیل ست متاع ہمہ دنیا ؛ وین کار بود لایق بسیار جزا ؛ زین وجہ جزا نقش شدہ موقوف بعقبی ؛ آن چیست جزا مغفرت اُمت عاصی ؛ در جرم و خطا مغفرت امت عاصی ؛

اور خود ظاہر ہے کہ مثل انبیای سابق یہان امداد غیبی کی طلب اور دعا کب تھی کہ مقام محبت الٰہی مین تمنای مرگ اور جانسپاری عین فتح اور ظفر ہے کہ سے سر بر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد ؛ این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد ؛ **فرد** جان بجانان دہ وگرنہ از تو بستاند اجل ؛ خود تو منصف باش ای دل این نکو یا آن نکو ؛ چہ جا کہ موت شہادت کہ حیات ابدی منصوص ہے کہ خود متواتر فرماتا ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ

فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ الخ اور خود ظاہر ہے کہ واسطے ارباب محبت کے زندگی دنیا مانع وصل اور حجاب ہے پس مقام محبت مین یہ حجاب حیات عارضی کب گوارا ہی کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَاءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ جب بیان جان سپاری منتہای فتح وظفر سمجھے پھر امداد غیبی کی کب تمنا تھی کہ بمفاد فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ دربدل امداد غیبی موت کی تمنا اور جان دینی مین سبقت تھی فضلاً علیہ کہ موت شہادت منصوصہ اور اگر مثل حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع علی السماء واقع ہوتا تو فتور اور منصور تھا مثل حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے اہل عالم بہ الوہیت پرستش کرنے لگتے جیسا اللہ تعالیٰ خطاب پر عتاب فرماتا ہی وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ علاوہ ایک ایک لڑکا اس خاندان کا شیر میدان وغا حیدر ابن حیدر تھا کربا اینہمہ غلبہ اعدا اور ہجوم شہادت بالقصد جیسا کہ ایک ایک جوان اہلبیت نے داد شجاعت معرکہ کربلا مین دی خود معلوم اور معروف ہے چنانچہ ایک حضرت امام قاسم علیہ السلام کا حال ظاہر ہی کہ ازرق شامی کے چارون بیٹونکو کسطرح قتل کرکے آخر کو اوس ملعون کو قتل کیا اور یہ ازرق شامی وہ تھا جو تنہا ہزار جوان سپاہ سے مقابلہ کرتا اور غالب آتا تھا اور بدون ہزار جوان مقابل کے صف جنگ مین آنا ننگ جانتا تھا جیسا کہ بطرز بیان شاعرانہ مرثیہ گو مرثیہ جامع مین بیان کیا گیا ہے اصل مدعا یعنی قتل کرنا ازرق شامی کو مع چارون پسر کے ان واقعی ہی گو طرز بیان شاعرانہ بطور مرثیہ گویان متعارف ہی ومنہا

احوال حضرت قاسم سنو ذرا	بازو پہ اوسکے لکھکر حسن نے جو باندھا تھا	قاسم نے جب وصیت و تعویذ پڑھا	مضمون تھا اوسمین حضرت شبر نے لکھا
	ہرگاہ کہ او فتد بہ بلا شاد کربلا	تا زیست آمدن نہیں ہی سر شن بلا	
شبیر نے بھی حسب وصیت عمل کیا	قاسم کا عقد فاطمہ کبریٰ سے کردیا	نوشہ عروس کہ مجلس گئے ذرا	اہل حرم سپاہ کے سنی جاتی تھی صدا
	باز ورجہ گفت قاسم نوشاہ الوداع	برخشم ماندہ وصل تو ای ماہ الوداع	
بولی عروس کوئی نشانی تو دو ہمیں	جب آستین ہے کہ شہا نیکی پھاڑ کر	فرمایا یہ نشانی مجھی آستین پھٹی	اور تیری پاس بھی ہی اصل آستین کی
	پہیس من و تو ہردو نشانی چنین است	دررود حشر وجہ تعارف ہمین بس است	

بر گرد گشت قاسم ز شاه شہید
شاہ آہ سرد از دل پر درد برکشید

لاشه تو لائی شاه مگر سہل یہ نہ تھا
دیکھو تو شہ نے کیسا بڑا کام یہ کیا
میخواست نوجہا که کند نوحه زار زار
لاشه نے جبکه لاشہ کو خیمہ میں کہدیا
میگفت شرم باش چیا را نگاہدار
مت پوچھو حال اہل حرم کا کہ کیا ہوا

الغرض که بعد عذر طرز بیان شاعرانه اور اختلافات روایات کے ازرق شامی کا مع ہر چہار پسر حضرت امام قاسم علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہونا بالاتفاق ہے باقی نوع کلان اور ازرق شامی کا تمام شجاعان عرب میں ہزار جوانکا طرف مقابل ہونا بھی بالاتفاق صحیح ہے یادگار نامه ایک طفل جنگ نادیدہ اہلبیت کا ہے علی ہذا لحال معرکہ آرائی حضرت علی اکبر علیہ السلام کا مرثیہ جامع میں نذر کو ہے

عباس کے امر کی نہیں کچھ پیچ تھا
اب حال جرأت علی اکبر سنو ذرا
بہر وغا نہ اکبر دلگیر شد روان
تیغ تو دی نبرد کی تا نوزہی جنا
جان از تن مبارک شبیر شد روان
پیران ہی کا تو دل تھا کلیجہ دہل گیا

اکبر علی نے جبکه مبارز طلب کیا
فوج عدو میں ایک تلاطم سا پڑ گیا
یارب که راست تاب سید به پیش او
بالاتفاق بولے عدو وا مصیبتا
شمشیر شکلست کشید به پیش او
ہمشکل مصطفی سے کوئی لڑ سکیگا کیا

دیکھا جو ایک ایک کرے اس کے کارزار
ازرق کی طرح ہو گئے فی النار یکبار
افواج تیرہ دار بگردش زیادہ بود
صدمہ بڑا تھی ہے جو نہ اک کو نہ تہا
اکبر چو شیر نر به نیستان ستادہ بود
یکبار اوسکے گرد ہوئے آگئے ہزار

آئی تھی گرد پیش سے کفار فوج فوج
اکبر کا تھا ستارہ ہیبت با اوج
در سینه و سپر میکرد کار زار
وہ مارتا تھا جز شجاعتمیں تھی موج
ناگاہ سوی ہمین گہی جانب یسار
ضربت سے فرد فرد کو کرتا تھا زوج زوج

چون چنگ پا می فوج کہ اکبر تھا مارتا
دیکھا جو سو بیل نگی او سپه جتنا
ناگاه داد ہاتف غیبی اکبر بس
وہ روز یوم ینفخ فی الصور ہو گیا
زعدہ نبود تا تو چنین ضبط کن نفس
معدوم سبکو صفحۂ ہستی سے کر دیا

سنتے ہی بانگ روک پکارا امام کو
بولا قضا یہ کہتی ہے تھام اب بام کو
تاکر بشکل نیزه مجسم شدہ قضا
اب حکم شہ کا ہوتا ہی کیا اس غلام کو
از سینه اش گذشت معا وا مصیبتا
اکبر نے کر چکا تھا تمام اس کلام کو

الحکایت که یہ محض شاعرانه نہیں درحقیقت کارنامہ شجاعت ہر جوان اہلبیت کا اور یہ بحکم قضا مرتبه شہادت پر نظر کر کے بقصد ہتیار پھینک کر شہید ہو جانا بالاتفاق ہے یہاں مقام محبت و رضا و تسلیم میں جان بچانا اور قتل کفار و شجاعت نمائی منظور نہ تھی بلکہ بالقصد شہید ہونا اور جان فدا کرنا پیش نظر تھا انکا تو بڑا مرتبہ تھا جو کوئی غیر فوج عدو سے مثل حضرت حر کے

جامع میں یون مذکور ہے ⁂ مسلم کا حال پر الم اب ہو چکا رقم ⁂ لکھنے سے جسکے ہوتا ہے شق سینۂ قلم ⁂ کرتا ہوں اب بیان عزای شہ امم ⁂ گذرا جو رہ میں حضرت شبیر پر ستم ⁂

ہر گہ گروہ چند کہ بودند براہ
در عین راہ خود بخود استاد اسپ شاہ

اوسجا کی سب سے والوں سے پوچھا وہاں کا نام
فرمایا شہ نے ہوئیگا ہمارا یہی مقام

کہنے لگے کہ ماریہ ہے اوسکا نام عام
اور کربلا بھی کہتے ہیں اسکو سبھی عوام

فی الفور شاہ خیمہ و خوابگاہ ساخت
بر چشمۂ فرات مگر خیمۂ شاہ ساخت

آگے سے فوج بھیجی تھی ابن زیاد نے
آیا جو بیں امام دو عالم کے سامنے

تا راہ بین حضرت شبیر سحرگہی
حر نام ایک شخص تھا سردار فوج سے

انمود جب سجدۂ مصطفی نمود
حر را غلام کرد چو احمد دم سجود

حر پڑھ چکا نماز جو پیچھے امام کے
اب کیجیے معاف گناہ اس غلام کے

صدقے ہوا امام علیہ السلام کے
کرنے لگا یہ عرض کلیجہ کو تھام کے

گر بہر جنگ تو شدہ گشتہ آمدم
نادم مگر ز کردۂ خود این زمان شدم

ایسا کروں جو شہ سے لڑوں ہوں گنہگار
ظاہر میں شہ کو ڈھونڈھتی ہوگی فوج [illegible]

ورنہ یزید جیتا نہ چھوڑیگا ہمکو
پھر عرض کی یہ شہ سے کہ ہم ہو چکا سکو

اندر کجا بہ ماتم حبس کنیم ما
من بعد سوی کوفہ نہ بیعت دہیم ما

نیتی یہیں سے شہ فرات ہی کو کوچ کر دیا
اب اک عجب سنو شہ بیکس کا ماجرا

لشکر تمام رایت سروار و چلا گیا
حر بھی برابر امام وہاں سے ہٹا تھا پر

ناگاہ یار مرکب حضرت بایستاد
گویا پیام مرگ بہ خدا پیش فرستاد

پہچان او سجگہ کو نشان خیام سے
تھی سن چکی امیر علیہ السلام سے

فوراً اوتر پڑے وہیں شہ خوش خرام سے
جانا نہیں سفر سے یہاں اس مقام سے

در کربلا چو باز شہ کربلا رسید
آمد یقین بشاہ کہ بیشک بلا رسید

پس جس صورت میں حکم خدا اور قول و قرار بطور عہد و پیمان کہ بدی روز ازل سے بقدر روز جمعہ ایام شدت گرما ہنگام حرارت تمازت آفتاب وقت نماز ظہر بعد زوال تاریخ دہم محرم سنہ ۶۱ ہجری روز عاشورہ مقام خاص میدان کربلا پر بخصیص جمیع بلیات نام بنام از روی آیات منصوصہ قرآنی اور اخبار صحیحہ بقید نام و صورت تلیقاً بتفصیل منقح قرار پاچکا ہو یہانتک کہ بحکم جف القلم اوسی جگہ پہونچکر خود بخود گھوڑا ٹھہر گیا اور باوجود تیز روی تمام شب بھر حرکت اوسی جا پر خود بخود رک گیا پس بعد اس کے قرار داد و تنقیح تمام کے امداد غیبی مثل ملائکہ انبیائے سابقین یا اوسنے یا خنجر کا کون سا مقام تھا بلکہ [illegible] بجز رضا ہی کار ہے روح مقدس فقط اوس زخم آخر خنجر کی منتظر تھی

کہ مفہوم وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ بھی سوای شہادت کبری کے تکمیل اور اختتام کو پہونچگیا کما وقع
اور اگر فقط شہادت محض پر اکتفا ہوتی اوسقدر زخم کاری واسطے شہادت کے کیا کم تھے اس ذبح عظیم
فدیہ راہ خدا کا مرتبہ شہادت پر کہین ارفع ہے اور شہادت کاملہ خود اسکے ضمن مین حاصل ہے جیسا کہ
منصوص اور مذکور ہو چکا ہے پس سب انبیا کیواسطے محض امتحان تھا بعد امتحان واقعی اسی دنیا مین اونکو
مدد بھی علی قدر حال پہونچی اور سب طرح کا غلبہ اور فتح اور کامیابی اور استیصال اور ہزیمت اعدا بھی حسب دلخواہ
حاصل ہوئی گویا اسی دنیا مین اجر بھی ملگیا بخلاف اسکے یہان تو تکمیل اور اختتام جمیع مراتب شکر اور صبر اور رضا
اور تسلیم اور شہادت اور استقامت اور ذبح عظیم موعود اور منصوص منتج اور موقت ہو چکے تھے نہ فقط امتحان
پس مدد پہونچنے کا کون مقام تھا کہ ہر ایک حوران بہشت کو اپنا مشتاق اور منتظر دیکھکر بکمال ذوق شہادت
ایک دوسرے پر جانبازی میں سبقت ڈھونڈہتا تھا وہان اپنی جان بچانی اور امداد غیبی پر کسکو نظر تھی کہ
شہید ہو جانا راہ خدا مین درحقیقت بحکم منصوصہ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ الخ حیات ابدی اور فتح
سرمدی جانتے تھے یہان جان بچانا اور کسیکی امداد خود منظور اور گوارا نہ تھی جیسا کہ اکثر روایا تمین امداد جن و ملک
خصوصاً عفر جنی اور فطرس نامی فرشتہ کی متعارف ہے کہ آپ نے ہرگز منظور نہ فرمائی معہذا خود ایک ایک
شہید دشت کربلا واسطے ہزیمت تمام فوج اشقیا کے کیا کم تھا جیسا کہ مجمل مذکور ہو چکا ہے تاہم چنین
کنند روایت کہ شاہ حسین ہمہ در رزمگاہ گشت مگر مقصد لعین نہ او قطع نظر اس کمال شجاعت اور
نامنظوری امداد جن و ملک کے یہان مثل اور انبیای سابق بر عایت کمال رضا اور تسلیم استمداد اور دعا جناب
الٰہی مین کب کی تھی کہ مدد نہ پہونچی جیسا کہ تمام انبیای سابق کا سوای جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
کے باب اور مناجات اور الحاح وزاری تمام امداد چاہنا اور دعای افنای تمام کفار مانگنا کس تواتر اور توالی
سے ثابت ہے کہ محتاج بیان نہین اور یہان بخلاف اسکے ذوق شہادتمین خود ہتیار پھینک پھینک کر
جان دینے مین سبقت تھی مدد کیسی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا انبیای سابقین کو بقدر
امتحان اسی دنیا مین اجر بھی ملگیا کہ ے با کام دل آخر ہمہ ایام بسر شد تا زیست باسایش و آرام بسر شد
اور اس تکمیل و اختتام فضائل کا اجر کہ شفاعت کبری او مقام محمود او مقعد صدق تھا بہ اجر خاص دنیا

مین کب ہو سکتا تھا ع زینو جزای خویش شدہ موقوف یعنی سے آن چیست جز مغفرت امت عاصی
وز جرم و خطا معذرت امت عاصی * یہ سبب تھا جو نہ پہونچی امداد غیبی اور نہ پہونچے فدیہ اور نہ کند ہوئے
خنجر ذبح اور نہ مرفوع ہوئے اوپر آسمان کی سو جہ اور منصوص معلوم ہوئی اب وجہ خود بخود غائب
ہو جانے چشمہ آب اور رک جانے ذوالجناح کی دشت ماریہ کربلا مین بھی معلوم
کرنا چاہیے کہ بحیلہ عالم اسباب محض فعل خاص الٰہی واقع ہوا ذوالجناح کے ٹھہر جانے سے
ظاہر ہوا کہ صاف صاف بے پردہ عالم ظاہر مین اللہ نے آگاہ کر دیا کہ یہی مقام کرب و بلا پیشتر سے بحکم ازلی
قرار پا چکا ہے بسبب قیام ذوالجناح کے اسکی توثیق کامل مین شبہہ نہ تھا فافہم و تدبر باقی رہا غائب ہو جانا
چشمہ آب کا یہ بھی گویا یاد دلا دینا اور آگاہ کر دینا خدا کا تھا تاکہ معلوم اور یاد آجاوے کہ یہ وہی وعدہ گاہ
قرار داد ازلی ہے تا خاص فعل الٰہی بحیلہ عالم ظاہر دیکھکر مقام رضا و تسلیم اور صبر و شکر مین طبیعت راضی اور
مستعد ہو جاوے اور کچھ تردد باقی نہ رہے اور اگر خشک ہو جاتا احتمال کثرت اخراج آب کا ہوتا خاص فعل الٰہی بہ
بظاہر کمتر نظر ہوتی اور مایہ تقویت طبائع بمقام صبر و رضا و تسلیم نہوتا معہذا جب اختتام جمیع بلیات و اعلیٰ تکمیل
مرتبہ صبر و رضا و تسلیم کی منظور الٰہی تھا اور ایک بلا کا نام بنام کلام اللہ مین ذکر ہو چکا اور لفظ جوع کا بھی کلام اللہ
مین مذکور ہے اور بھوک کے ساتھ پیاس بھی لازم ہے پھر یہ امر خفیف کیون اوٹھہ رہتا چونکہ جناب سید الشہدا
علیہ السلام کو بسبب علم قرارداد سابقہ کے پیشتر سے خبر تھی اسواسطے آپنے شب ہشتم محرم سے خود ترک کیا
تھا چونکہ اور شہدای کربلا کو خبر نہ تھی اور آب سرد اور طعام لذیذ کا مزا ہنگام بھوک پیاس کے خوب معلوم ہوتا ہے
اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ خاص میدان شہادتگاہ مین حوران بہشتی جام کوثر و تسنیم سے لئے ہوئے منتظر شہادت
تھین اور شہدا کو قریب شہادت کے نظر آتی تھین پھر وہ جام کوثر چھوڑ کر آب فرات پر کسکو نظر تھی علاوہ
اوس ملال ہجوم آفات با و رشدائد بلیات مین لاش پر لاش گرتی تھی سوای مرجانے اور جان دینے
کی بھوک پیاس کا ہوش کسکو تھا اسیواسطے اس پیاس کی شکایت سوای بعض اطفال صغیر اصغر معصوم
اور حضرت سکینہ کمسن کسی کی طرف سے مذکور اور منقول ہے خصوصاً واسطے تاثیر پذیری قلوب عوام اور
شہید بکا کے زیادہ تر مضامین شاعرانہ مرثیہ مین بیان عطش انہین معصومین خاص کا اکثر ہے چنانچہ بطرز بیان

بانو نے تب حضرت شبیر سے کہا
معلوم شد اشارہ پی آب میکند
تقصیر دار آپ ہیں بچے نے کیا کیا
تسکین نمی پذیرد و نے خواب میکند
لیجا کے کافروں کو دکھا دو اسے ذرا
شاید وہ ترس کہا کے اسے پانی دیں پلا

گود میں لیکے اصغر معصوم کو امام
بانو بشاہ اصغر معصوم را سپرد
دکھلا عدو کو دور سے کرنے لگے کلام
شبیر سوی فوج عدو طفل را ببرد
تقصیر وار ہم ہیں نہیں بچے سے کچھ کام
اسکو تو ترس کہا کے پلا دو تم ایک جام

اصغر کا لاشہ لیچلے حضرت سنبھال کر
پس تیر حرملہ شدہ ناگہ ز شست
بانو جو روتی تھی در خیمہ پہ منتظر
بازوی شاہ و گردن معصوم را شکست
خوش ہو گئی وہ دیکھتے ہی شہ کو یکبیک
بولی کہ مجکو دو میرا معصوم آ گیا

بانو نے جبکہ گود میں اصغر کو لیلیا
فرمود شاہ اصغر معصوم را بگیر
دیکھا جو خونسے تر تو کہا وا مصیبتا
سیراب خوب اصغر تو شد ز آب تیر
بانو شنید آہ و بیفتاد بر زمین
بولی یہ تشنہ تھی بچا یا نہیں گیا
دیگر چہ گویمت کہ شد احوال آنچنین
حضرت نے زخم بازوی اقدس دکھا دیا

پس سر اسرار حکمت اور مصلحت الٰہی اور وجہ معقول تھی جو مثل انبیای سابقین کے خود بخود مدد غیبی پہونچی نہ آپنے طلب کی نہ منظور بلکہ انکار کی نہ رفع علی السماء واقع ہوا نہ فدیہ غیب سے پہونچا کہ یہ خود بجہ عظیم فدیہ خاص خدا کا تھا نہ خنجر قاتل مثل کارد ذبیح اسمعیل کند ہوا کہ فدیہ مقبول بلکہ مطلوب اور موعود تھا اور وہان فقط امتحان تھا ان سب کے سوا ارباب طریقت اور حقیقت ایک جہ اور بھی بہت نازک اور باریک سمجھتے ہیں یعنی ارباب طریقت کے نزدیک مقامات قرب الٰہی دو طرح پر منقسم ہوتے ہیں ایک مرید ایک مراد ایک مخلِص بکسر لام ایک مخلَص بفتح لام پس مرید اور مخلِص بکسر لام بمعنی طالب اور مراد اور مخلَص بفتح لام بمعنی مطلوب اسیطرح خلیل بمعنی عاشق طالب کے جیسے مرید اور مخلِص بکسر لام اور محبوب بمعنی معشوق اور مطلوب کے جیسے مراد اور مخلَص بفتح لام پس شان مرید اور طالب صادق کی یہہ ہے کہ جفای محبوب پر راضی اور متلذذ ہوا ور مقام رضا اور تسلیم میں ہرگز طلب عا واسطے دفع بلا کے نکرے بلکہ آہ اور اکراہ بھی نکرے اور کسی سے مدد نچاہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہنگام امتحان آتش نمرودی ختم ہوا آخر کار اتنا کلمہ منہ سے نکلا کہ وَهُوَ كَافِيْ بِحَالِيْ حَسْبِيْ مِنْ سُوَالِيْ سے فوراً وہ آتش شدہ از حکم خداوند گلزار شد و نار مبدل بنور شدہ جیسا کہ مذکور ہو چکا اسی مقام سے اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا اور دوسرا اسکے مقابل میں مقام محبوبیت ہے جسکو مراد اور مخلَص بفتح لام کہتے

بیان سر عدم پہونچنے مدد غیبی

ہین جیسے وہ مقام عاشقی کا تھا یہ مقام معشوقی اور محبوبیت کا ہی جیسا مقام خلت مین طلب دعا واسطے
دفع بلا کے منافی رضا وتسلیم کے ہے ویسا ہی اس مقام محبوبیت مین سوال اور دعا نکرنا اور سکوت کرنا ممنوع
ہی بلکہ مورد وعید اور طلب دعا کیواسطے بتاکید تمام حکم ہی اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ پس جسطرح حضرت ابراہیمؑ
پر مرتبہ خلت اور عاشقی کا ختم ہو چکا تھا اوسکے مقابلہ مین یہان مرتبہ محبوبیت اور معشوقی اور طلب دعا
اور سوال کا بحکم اُدْعُونِیْ الخ ختم ہو چکا تھا وہان دعا ممنوع اور سکوت یہان سکوت ممنوع اور
حکم طلب دعا کا وَالْفَرْقُ بَیْنَهُمَا ظَاهِرٌ اب منظور الٰہی یہ مقتضی ہوا کہ دونون مرتبے خلت اور محبوبیت کے
اسی ذات خاص محبوب خاص پر تکمیل اور ختم ہون اسواسطے وہان مقام خلت اور سکوت مین
اتنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے نکال دیا کہ ھُوَ عَلِیْمٌ بِحَالِیْ حَسْبِیْ مِنْ سُؤَالِیْ یہ گویا مقام
خلت مین سکوت کی منافی ہوا کہ آہ کرنا نچاہیئے اور یہان مقام محبوبیت مین کہ حکم سوال اور
طلب دعا کا بتاکید اور سکوت منع تھا مگر بسبب رعایت مقام خلت اور سکوت کے باوجود اسقدر
شدائد ہجوم مصائب کے سوائے رضا اور تسلیم اور خوشی کے چین بھی پیشانی پر نہ آئی اور آہ بھی
نہ نکلی اور بحال شگفتہ روئی جان دینے مین سبقت تھی نہیں وہان اتنا باقی رکھا کہ سکوت تامہ نہوا
کہ محض امتحان تھا اور یہان باہمہ مقام محبوبیت اور حکم طلب دعا رضا وتسلیم اور خوشنودی سے
سکوت تام تھا کہ تکمیل اور اختتام تھا فافہم وتدبر چنانچہ اسی صبر وشکر اور رضا اور تسلیم کی ترغیب
بھی اللہ تعالیٰ نے بیشتر فرمائی کہ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ وَاسْتَعِیْنُوْا
بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اور اجر بھی آخر کو بلفظ صلوٰۃ اور رحمت اور اہتدا بیان فرمایا اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ
صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ فافہم وتدبر ؎ مکروہ طبع گربود
آن بلا نماند ٭ بروی چو صبر کرد نکردہ است ہیچ کار ٭ دریافت لذتی بہ بلا باز شکر کرد ٭ آن شکر
لذتست در امعتبر مدار ٭ آری چو با کراہیت نفس راضی است ٭ این صبر وشکر را بود البتہ اعتبار
این صبر واین بلا ہمہ شد ختم بر حسینؑ ٭ جز وی نصیب کس نشد این فتنہ زینہار

دفع دخل عذر ماتقدم اہل طبع کی طرف سے

ازبسکہ طبائع نوع بشر کی مختلف واقع ہوئی ہین سب طبیعتین ایکطرح کی نہین ہوتی ہین اسی سبب سے سب ادیان اور مذاہب مختلف ہین اور ہر مذہب مین باہمدگر اختلافات ہین یہی ایک کلام اللہی کہ ایک دین اور مذہب اسلام محمدیہ مین صلعم ہفتاد و سہ فرقہ مختلف اور متمسک اور استناد سب کا آیات قرآنی سے ہی بہت ہدایت پائے اور بہت گمراہ ہوئے جیسا کہ خود فرماتا ہی یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا پس اس صورت مین اس کتاب اسرار کربلا کو ملاحظہ کرکے اکثر ارباب معانی فہم صاحب انصاف پسند تسلیم اور تصدیق کرکے بہرہ مند اور مستفیض ہوتے ہین اور بعض نوآموز نا کار افتادہ بدعوی تفسیر دانی تازہ برسر انکار و اعتراض آکر مصنف کتاب کو نشانہ سہام ملام کرتے ہین اور حجت الزامی یہ قرار دیتے ہین کہ آیات مستندہ کتاب اسرار کربلا کا شان نزول اور یہی کسی مفسر نے سلف سے آج تک ان آیات کی شان نزول مین کربلا کا ذکر کہین نہین کیا یہ مولف اپنی طرف سے معاذ اللہ معانی آیات قرآنی مین بھی خلل و تصرف کرتا ہی لہذا بادی النظر مین عوام ناواقف خام شریعت کے نزدیک ثمر استقام الزام کا ہو سکتا ہے کہ اگر عمل انصاف پسند انگریزی نہوتا بعید نہ تھا کہ مولف کتاب پر خروج کرتے اور واجب القتل قرار دیتے اسواسطے دفع دخل ضرور ہوا کہ مولف بیچارہ نے یہ نہین لکھا کہ ان آیات کا شان نزول یہی ہے بلکہ کمال بلاغت اور متانت رمز و کنایات کلام اللہ کے بیان کی ہے کہ ہرچند بظاہر شان نزول ان آیات کا جانب کربلا بصراحت نہین مگر تطبیق مضامین ہر جزئیات کا اوپر واردات کربلا کی کس طرح مطابقت واقعی ہے نہ یہ کہ اسی مقام خاص مین یہ آیات نازل ہوئی ہین یہ بلاغت اور متانت بیان کی ہے سو خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ❊ گفتہ آید در حدیث دیگران ❊ پس بظاہر اگر شان نزول ان آیات کا خاص واسطے کربلا کے نہین ہے کچھ قباحت نہین لازم آتی کہ اسی پردہ مین حال سبب کربلا اور مآل کار اسرار کربلا اللہ تعالی نے بیان کر دیا کہ لَا رَطْبٍ وَّ لَا

یا بس الا فی کتاب مبین اسمین معاذاللہ کچھ دخل و تصرف مولف کا نہین پایا جاتا بلکہ بلاغت اور نکات کلام اللہ کی بیان کئے ہین نہ دخل و تصرف مگر فہم ہر کس بقدر طینت اوست ہے من فہم فہم اسکے علاوہ کتاب مسلم الثبوت شرح قصائد ہمہ تصوی نہج البلاغت کی سند اور نظیر بھی بجای خود مولف نے بیان کردی ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سب واردات خاندان نبوت اور معرکہ کربلا تا آخر آل کار بنی امیہ اور یزیدیان مضامین معانی سورہ حمعسق مین ترتیب و قوعی مطابق واقع تطبیق دیتے ہین حال آنکہ شان نزول اون سب آیات کا اور ہی مگر مطابقت تامہ علی الترتیب اس سب واردات خاندان نبوت مین بھی پائی جاتی ہے پس اسطرح سے رموز اور نکات اور بلاغت مضامین قرآنی کے بیان کرنے مین معاذاللہ دخل و تصرف آیات قرآنی مین نہین پایا جاتا بلکہ بیان کمال بلاغت کلام اللہ کا ہے فقط

فافہم و تدبر

خاتمة الطبع

خدای تعالی کا شکر و احسان کہ کتاب عجیب و نسخہ غریب موسوم بہ اسرار کربلا مولفہ سخنور فہیم دانشور با طبع سلیم واقف اسرار سخن کشایندۂ عقدۂ ہر نو و کہن دبیر الانشا منشی محمد ظہیر الدین خان بہادر بمطبع عالی قدر شناس و ثروت اساس ہنر پرور فیض گستر صاحب طبع وقاد منشی نولکشور با دانش خداداد مین [illegible] بماہ مئی [illegible] بمقام لکھنو چھپکر ماتمیان نوحہ گران اہلبیت رسالت کو مبشر ہوئی فقط

اب صورت قبولیت اس کتاب کی بدیدۂ انصاف ملاحظہ کرنا چاہیے کہ ابتدا سے ذکر بیان اسکا سر صفحۂ اول مین ہے بسبب تنگی صفحۂ قرطاس کے ذکر تمام لفی اسکا اخیر کتاب پر بعد اتمام کتاب کے اوٹہہ رہا تھا لہذا محبان اہلبیت نبوت کو بدیدۂ دل ملاحظہ درکار ہے۔

پس اول سر صفحہ مین یہان تک بیان مرقوم ہے کہ مولانا محتشم علیہ الرحمۃ حسب ارشاد و ہدایت رویاے صادقہ کے یہہ شعر خواب مین پڑہتے ہوے بیدار ہوگئے کہ ع باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم است ٭ باز این چہ نوحہ و چہ عزا و چہ ماتم است ٭ تا اینکہ اسی وزن و بحر مین چار بند کہی اور کہتی کہتی اس بند پنجم تک پہونچے کہ اوسکے اشعار مقبولہ یہہ ہین

مرثیہ

چون خون حلق تشنۂ او بر زمین رسید ‏ جوش زمین بذروۂ عرش برین رسید ‏ نزدیک شد کہ خانۂ ایمان شود خراب
از بس شکست ہا کہ بارکان دین رسید ‏ نخل بلند او چو خسان بر زمین زدند ‏ طوفان بر آسمان ز غبار زمین رسید
باد آن غبار چون بمزار نبی رساند ‏ گرد از مدینہ بر فلک ہفتمین رسید ‏ یکبار جامہ در خم گردون بہ نیل زد
چون این خبر بعیسی گردون نشین رسید ‏ پر شد فلک ز غلغلہ چون نوبت خروش ‏ از انبیا بحضرت روح الامین رسید
کرد این خیال وہم غلط کار کان غبار ‏ تا دامن جلال جہان آفرین رسید ‏ ہست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال

اب یہان حضرت مولانا محتشم علیہ الرحمۃ لکھتے ہین کہ قلم دست دل سے گر پڑا اور مضمون بہت بلند پڑہ گیا اگر اس تمام بند مضامین عالیہ کو نکالڈالتی ہین تو نہین بنتا اور اگر قایم رکہتی ہین تو معاذ اللہ نسبت ملال کی اوس ذات ذوالجلال کے طرف کسطرح ہو سکتی ہے اور خبر لفظ گرچہ کی جو اول مصرع مین ہے دوسری مصرع مین کسطرح نکل سکتی ہے پس مولانا علیہ الرحمۃ لکھتے ہین کہ تین روز و شب اسی فکر و تردد مین خواب و خور بہی بلکہ زندگی تلخ ہوئی اور زیادہ تر تردد یہہ تہا کہ کسکی ارشاد ہدایت بنیاد سے یہہ چند بند خود بخود دل سی نکلی ہین کہ اب خامۂ فکرت دست دل سے گر پڑا اب کیا کیا جاوے اس حالت مین لکھتے ہین کہ خواب بہی نہین آتے جو بطور اول رویای صادقہ مین کچہہ مدد پہونچے آخر روز سوم درمیان مغرب و عشا کے حالت درود وظائف اور تردد مین خواب کہان مگر کچہہ بیہوشی و غنودگی نما بیخودی سے ہوگئی کہ اوسی حالت جلسہ مین شکل مبارک

جناب امیر علیہ السلام کی نظر آئی کہ مولانا لکھتے ہین کہ اوسی حالت مین مجھکو کسی نے پکڑکر کھڑا کر دیا اور لوگ
ہمنشینان گرد و پیش سمجھے کہ شاید وظیفہ سے فارغ ہو کر نماز عشا کو کھڑا ہوا ہے پس اسی حالت مین مجھکو یہہ
معلوم ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ ای محتشم مرثیہ فرزند لخت جگر یا تمام کر وہی مین نے مدہوشانہ
وہے مصراع اول پڑہا کہ ہم ہست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال ٭ کہ یکبارگی ایک عجیب عظمت
اور فصاحت اور خوش الحانی سے آواز دلکش آئی کہ ہم او در دل است و ہیچ دلی نیست بی ملال ٭ پس
مجھکو یہہ آواز خاص زبان مبارک جناب امیر علیہ السلام سے معلوم ہوئے اور اس مصرع کی سنتے ہوئے
چونک پڑا اور ہوش مین آگیا بلکہ جی او تہا مگر لوگ حاضرین وقت کہنے لگے کہ مصرع اول تمہارے زبان سے
ہم سب سنتے اور دیکھتے تہے باری وہ مصرع ثانی اس خوش الحانی اور لطافت سے آواز دلکش کہنے پڑہا تہا
وہ کہان سے آواز آئی تہی مین نے پوچہا کہ کون مصرع ثانی تب سب لوگ حاضر الوقت بی نام مصرع
ثانی بیان کرنے لگے کہ ہم او در دل است و ہیچ دلی نیست بی ملال ٭ تب مجھکو معلوم ہوا کہ از کجاست
آخر ایک ساعت تو عجب وجد و حالت رہی کہ بیان نہین ہو سکتی تا اینکہ اوسی شب اور اوسی صحبت
مین بعد نماز عشا تمام بند تمام ہوئے کہ لوگون نے بطور ورد و وظائف کے خصوصاً روز عاشورہ اور اکثر
مجلس ہای ماتم امام علیہ السلام مین عبادۃً اپنی اپنی الحان اور وجد و حال مین اسکا پڑہنا التزام کیا فقط
الحق کمتر کوئی ایسی صحبت دیکہی کہ جہان یہہ بند محتشم پڑہا گیا ہوا ور حاضرین صحبت پر اثر اور بیقراری اور گریہ و
زاری طاری نہوا ہو پس یہہ تو حال صاحب تذکرۃ الشعرا بیاض کلیات مولانا محتشم سے اپنی تذکرہ مین
لکہتا ہے اور تمام خاص و عام مین قبولیت بند محتشم اور ہفت بند کاشی اور واقعات مقتل کے مشہور و معروف
ہے کہ محتاج بیان نہین اب یہان اس کتاب مقدس اسرار کربلا کی ذکر خیر مین اس قبولیت بند محتشم کے
بیان سے یہہ مراد ہے کہ بعینہ اسی مضمون اور اسی مقام خاص مین مولف اسرار کربلا کو توارد ہوا کہ اسطرح
مولف اسرار کربلا نے بہی مقام شاعری مین تمام سب زمین و آسمان لوح و قلم شمس و قمر نجوم و روح ملک
زندگان و مردگان تمام بنی آدم مین سرایت غم و الم شہید کربلا امام علیہ السلام کی بلطف تمام ثابت کی ہے
جو کہ تمام سب حال شہادت کبری اور سب حال تفصیلی معرکہ کربلا کا علی الترتیب جسطرح کربلا مین گذرا ہے

تمامتر آیات اور اخبار قرآن سے واضح تر بیان کیا ہے یہان تک کہ تخصیص خاص نسبت تمام اشقیای کربلا کے
لعنت کرنا خدا کا اور تمام ملائک اور تمام بنی آدم کا اور کافر ہونا اون سب اشقیای کربلا کا تصریح تمام اور
تخصیص خاص اس آیت قرآنی سے ثابت کیا ہے کَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ
وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اُولٰٓئِكَ
جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ
فِیْهَا لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ملاحظہ ہو کہ یہہ مضمون خاص کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ
وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ الخ سوای اشقیای خاص کربلا کے کہان صادق آتا ہے
اور پھر ہرگز نہ قبول ہونا توبہ اون ملاعین اشقیای کربلا کی اس آیۂ کریمہ سے واضح تر لکھی ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ الخ پس اسطرح سے وجوب
اور ثبوت لعن یزید ملعون اور سب اشقیای کربلا پر کیسی لکھا ہے اور اسطرح سے تکمیل اور ترجیح اس مرتبۂ
شہادت خاص جناب سید الشہدا علیہ السلام کی آیات قرآنی سے کیسی تطبیق دی ہے ان کی ہے اور پھر
اس شہادت کبری کو خاص شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صراحت اور ترتیب قبل و بعد آیۂ کلام اللہ
سے کیسی نشان دی کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاْئِنْ
مَّاتَ اَوْ قُتِلَ الخ ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دونو باتین فرماتا ہے
اول اَفَاْئِنْ مَّاتَ بعد اسکے اَوْ قُتِلَ یہان اہل دیدہ دل سے نگاہ درکار ہے کہ اللہ کو دوہری بات خبر مشتبہ
نا واقفانہ بیان کرنیکی کیا وجہ کہ یا موت سے مریگا یا قتل ہوگا پس اس طرز بیان سے سوا اسکے اور کیا پایا جاتا ہے کہ
اول موت سے مریگا ماننند بعد اسکے قتل ہوگا کما وقع حکمی سبط الشہید المظلوم فافہم وتدبر یہان نکتہ
باریک سمجھنا چاہئے کہ قتل ہونے سے مرنا نہیں ثابت ہوتا ہے بلکہ حیات ابدی ثابت ہے کہ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ
یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ پس اسطرح سے اس شہادت جناب سید الشہدا کو عین شہادت
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] اگر کوئی جرح یا اعتراض کرے یا معاذ اللہ ایسے مثبت شہادت
کو سنکر شہادت قرار دیکر لعن طعن کرنے لگے سوا اسکے کیا سمجھا جائیگا کہ ہنر بچشم حسودان بزرگتر عیب است

گل است سعدی و در چشم دشمنان خار است ۞ ایسے آفتاب ہدایت پر خاک ڈالنی سے اپنی ہی آنکھون مین خاک پڑتی ہے
کہ وہ نور عالم فروز چشمۂ ہور ۞ خوش نیاید بچشم موش کور ۞ اب اصل حکایت صورت قبولیت اس
کتاب محسود منکرین کی بیان ہوتی ہے کہ مولف اسرار کربلا نے بہی اولاً بتوفیق تمام اثبات شہادت
کا آیات قرآنی سے کرکے بعدہ تمام مضامین اور آثار غم والم کی بطور براعت استہلال کی بطرز شاعرانہ کلام اللہ سے ظاہر
کرکے اور تمام سب کائنات عالم غیب شہادت پر علامات غم والم کے ثابت کرکے زور شاعری اور آمد مضامین مین قریب
بارگاہ کبریا جلشانہ وتعالی کبریاءہ علواً کبیراً تک نوبت پہنچائی ہے یہان پہنچکر مثل مولانا محتشم کی قلم دست وسے
گیا گرا بلکہ دل گر پڑا ہے اور اس شعر پر آکر خامۂ دل رک گیا ہے کہ ؎ غم حسین چو در سر دو عالم است تمام ۞ بری بود
فقط از غم اگرچہ ذات قدیم ۞ یہان بہی وہی لفظ اگرچہ مثل مولانا محتشم کی آئی ہے اس شعر کی جز ایہ تقاضا
کرتی ہے کہ معاذ اللہ ذات قدیم کی نسبت بہی غم تہا ۞ کرنا چاہتی یہہ کسطرح ہوسکتا ہے کہ محال وغیر ممکن ہے پس تمام
بنا جو ایک مضمون خاص تہا وہ مولانا محتشم کی حصہ مین پہنچگیا وہ جناب ولایت مآب علیہ السلام سے عنایت ہوچکا پس اگر وہی
مضمون محتشم کا یہان بہی لایا جاوے تو سرقہ یا استعارہ یا توارد سے خالی نہین یہہ تینون باتین معیوب و ممنوع ہین اور
استعارہ مین کچھ لطف نہین کہ ؎ در بکر بستن مضمون عالی لطف نیست ۞ رنگ کم دیدار کسی شید و حنائی بستہ راوہ
اور اوپر سے تمہید کلام سرایت غم والم مین مولانا محتشم سے کہین زیادہ ترقی کی ہے کہ خلاف طرز بیان طرفین سے معلوم ہوسکتا ہے
اور ایسی نظم وہ بہی بلند مضامین عالیہ کی ترک بہی نہین ہوسکتی ہے کہ درحقیقت معجزہ کلام اللہ کا سمجھنا چاہئے لہذا ایسی جگہہ
تردوات اور تحیرات مولف اسرار کربلا کی مولانا محتشم سے کہین زیادہ بڑہ گئی کہ وہان تو تین ہی روز دشت وہ لکہا ہے اور یہان
تین مہینے تک مسودہ اول ناتمام مطبع مین پڑا رہا اور چہپنا ملتوی رہا کہ آخر کو اوسی بارگاہ ذوالجلال والاکرام سے مضمون
جداگانہ القا ہوا کہ بعد تتمیم قطعہ تمہید ماتم کے کہ آخر صفحہ ۱۳ سطر دہم اس کتاب مین تمام ہوا ہے وہ شعر وہی سر صفحہ ۱۴ سطر
اول مین لکہا ہے پس اوسکے ملاحظہ سے صاحبدلان رمزشناس نکتہ فہم دقیقہ سنج کو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ یہہ مضمون عالی
مضمون محتشم سے جدا خاص اس تعم ارد مقام واحد مین کا رشتہ نہین ہے لیکن شبہہ از رجا و گرہ مین فہم فہم پس اس سے
زیادہ تر صورت قبولیت کی کون ہوسکتی ہے اسی قبولیت کا سبب ہے کہ مقبول دلہای عالم و عالمیان ہے کہ اہل مطبع کو
اسکے چہاپنے اور ہجوم خریدارون سے مہلت نہین ملتی کہ تین مرتبہ بتعداد نہ ہزار نسخہ چہپ چکا ہے اور پہر غالب تر ہے

کہ بار چہارم چہاپنا پڑا ہی اور دوسری وجہ قبولیت کی اس سی بہی غالب تر اور نمایان تر یہہ ہی کہ جسطرح شب قدر اور مصحف عزیز اور وجود انبیا علیہم السلام کا سبب ملین اور مومنین اور اہل کتاب و اہل امت کی واسطی ہر گونہ مایۂ رحمت اور ہدایت اور راحت اور مباہات کا ہے اور کافرون اور منکرون اور شیاطین اور لا امتی کی واسطے مایۂ خسران اور خذلان اور حسرت اور کفران کا ہے اسی طرح اس کتاب معظم کا بہی حال دیکہا جاتا ہی کہ بسبب کمال قبولیت دلہا مومنین کے مایۂ حسد اور اعتراض اور انکار اور اعراض منکرین شیاطین کا ہی کہ آفتاب جسقدر روشن تر اور اوسیقدر دیدہ ہای خفاش پر شاق تر پس یہہ دو صورتین قبولیت اس کتاب مقدس مقبول کی ملاحظہ ہون کہ ظاہر و باہر ہین فضلاً علیہ کہ تائیدات الہی اور مددہای غیبی جو مولف کتاب کو ہر موقع اور ہر مقام مین بجوابات منکرین اور دفع تحیرات متحیرین لا یعلم کی مناسب ہر موقع اور مقام کی آیات قرآنی سے پہونچی ہین ملاحظہ کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انکار کے جواب مین ایک آیۂ قرآنی مدد کو موجود ہے کہ اوس سے دفع تحیرات مومنین لا یعلم کا بہی بخوبی ہو سکتا ہی گویا خدا جواب دیرہا ہی یہہ امداد قرآنی ہر جگہہ اور ہر مقام پر حسب موقع مناسب ہر مقام کے بجز سوا تائید خاص الہی کے کب ہو سکتی ہی اس سے زیادہ تر دلیل کمال قبولیت کی کیا ہو سکتی ہی پس خبر مضمون شہادت شہدای بدر کی یہہ آیہ دیتا ہی کہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ الخ الی آخرہ پس یہہ تو خبر شہادت شہدای بدر کی بصیغۂ جمع ماضی بلفظ قُتِلُوْا خبر بعد الوقوع بعد قتل کے ہی اب اس سے جدا او تخصیص خاص کی ساتہہ خبر شہادت جناب سید الشہدا علیہ السلام کی ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالی خبر آیندہ قبل الوقوع کی بصیغۂ واحد مضارع مستقبل بلفظ مَنْ يُقْتَلُ فرماتا ہے یعنی جو شخص آیندہ کو قتل کیا جاے گا اوسکو اموات نہ کہو بلکہ زندہ ہی ولیکن تم لوگ نہین سمجہتی ہو جیسا کہ فرماتا ہی لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ط پس اب انکو دیدۂ دل سے ملاحظہ درکار ہے کہ یہہ خبر شہادت آیندہ کی سوا اس شہید مظلوم علیہ السلام کے کہان صادق آتی ہے اسکے سوا تخصیص اس شہادت کبری کی عین شہادت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب قبل و بعد بلفظ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ سے کس صراحت اور بلاغت کی آیۂ قرآنی سی ثابت ہوتی ہی کہ جسکی شرح اس رسالہ مین بجاے خود مرقوم ہے یہہ مضمون خاص محض حصہ اسی مولف کا سمجہنا چاہئی کہ کمتر یہہ رمز نکتہ باریک کسی مفسر کو سوجہا ہی پس اسی کو محض تائید غیبی من جانب اللہ کہتے ہین

اس سے زیادہ تر صورتین قبولیت اس کتاب مقبول کی کیا ہو سکتی ہین کہ ہر مضمون کی مدد اللہ کی طرف سے ہی وہان
مولانا محتشم علیہ الرحمتہ کی مدد بوسیلہ خواب رویاے صادقہ سے تہی اور یہان اوسکے مقابلہ مین عالم بیداری مین تحریری
مرقومہ سر صفحہ ۱۴ اوسی تواتر و مضمون مین بمضمون جداگانہ حصہ خاص مولف کا تبلقای الہی سمجہنا چاہیے کہ ایسا
مضمون باختیار بشری نہین ہو سکتا ہی فضلا علیہ کہ یہہ سب تائیدات آیات بینات قرانی سے اوسپر مزید ہے
هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي اب ایک شبہہ برا باختلاف عقاید مذہبی بکمال مایہ تحیر کا یہہ باقی رہا تہا کہ
اگر بمفاد وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اور بحکم يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ خالق فعال
عباد کا اور فاعل مختار خدا کو سمجہتے ہو پہر یزید اور شمر اور شیطان پر کیون لعنت کرتے ہو کہ فاعل اسکا وہی فاعل حقیقی ہے
مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءْ لَمْ يَكُنْ بدون حکم اوسکے ذرہ بہی جنبش نہین کرسکتا کہ لَا تَتَحَرَّكُ
ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ پس مولف کتاب اسی مضمون کو بآیات واحادیث اور دلائل عقلی ونقلی ہر طرح کی
قوتین دیرہا ہی کہ اللہ تعالی پہلے سے بقید تمام مصائب قبل الوقوع اپنے حبیب کو خبر دے چکا ہے کہ یہہ یہہ واقعات
کربلا مین واقع ہونگے یہان تک کہ چشمہ چاہ جو عین درمیان خیمہ کربلا کا تاریخ ہشتم محرم مین خود بخود خشک نہین بلکہ
غائب ہوگیا اور استادہ کربلا کا بہی باوجود روارو ی تمام شب کے پہر اوسی خاص معرکہ قتلگاہ کربلا مین ٹہرا ہو گیا
کہ مولف لکہتا ہی بیت ہرگہ گروہ چند زکوفہ بماندراہ ۞ درعین راہ خود بخود استادہ اسپ شاہ ۞ اور پہر جب بعد روارو ی
تمام شب کے اسپ شاہ کا تہم گیا یہان مولف لکہتا ہی کہ بیت ناگاہ ناہ مرکب حضرت بایستادہ ۞ گویا پیام مرگ خدا نے بہیجا
فرستادہ ۞ پہر یہہ سب فعل خاص خدا کا نمایان اور ظاہر تر بدون حیلۂ عالم اسباب کہ مولف کتاب کا موجد اور مدلل بیان
کرتا ہی گویا یزید کو کیا بلکہ شیطان کو بہی مولف نے بری اور مجبور ٹہرا کر سب الزامات معاذ اللہ خدا کے نسبت ٹہرا دیا ہے
پس جہلا نافہم ناخواندہ کم استعداد فقط ایک ہی مضمون بکطرفی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کو دیکہہ کر اوسکے آگی لفظ اَنْتُمْ
سُكَارٰى جوابات موجہ کو نہین دیکہتی فقط یہی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کو دیکہہ کر کے جو منہہ مین آتا ہے بکنے لگتے ہین اس
مضمون تنہا پیش تا فہمی کو سنکر بعض خواص بہی تمام کتاب کو کمتر دیکہتے ہین اور کیا عجب کہ یہی تنہا مین بجا مایہ
مولف کیطرف سے سمجہ کر اپنے دلون مین بہی بدعقیدہ ہوتی ہون پس اسواسطے بنا بر رفع سوء ظنی ناواقفون سے
اہل مطبع کو اسکا چہاپنا زیادہ تر ضرور ہوا کہ ارباب واقف وعیان اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ میں نہ مبتلا ہوں

اگر بینیم کہ نابینا و چاہ است * وگر خاموش بنشینیم گناہ است * پس ای عزیز معلوم کرنا چاہیے کہ اس چو نشنوی سخن
اہل دل مگو کہ خطا است * سخن شناس نہ جان من خطا اینجا ست * اب ایسا ظن فاسد منکرون کیطرف سے
و دلون سے نکال ڈالنا چاہیے کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا آیا ہے لہذا جوابات اون سب شبہات
کے کہ مضامین اسی کتاب مقدس سے استخراج کئے ہین ہر مذہب و ہر طریق کی طرح پر سمجھہ لینا چاہیے جواب ہر شبہہ
اور توجیہہ کا موافق ہر فریق اور مذہب کے ملاحظہ ہو پس وہ مذہب جسمین بندیکو فاعل مختار سمجھتے ہین
وہان کچھہ اشکال نہین کہ کھلا کھلی یزید اور شیطان اور سب اشقیای کربلا ملعون ابدی ہین محتاج دلیل او حجت کے
نہین عیان را چہ بیان اور وہ مذہب جسمین اللہ کو خالق افعال خیر و شر کا قرار دیتے ہین اور بندہ کو کاسب لَهَا
مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ وہان جب کتاب نبوہ کا عقیدہ ہوا تب شبہہ بحکم عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
یزید اور شیطان اور اشقیا کا ملعون ہونا مسلم ٹھہرا یہی مذہب اہل کتاب کا بھی معلوم ہوتا ہے باقی رہا وہ مذہب
جبریہ ہمہ اوست اور ہمہ از وست جو بندہ کو قطعاً مجبور محض سمجھتے ہین سب وہی کا فعل عقیدہ کرتے ہین کہ * اگر عز و جاہ است
ور ذل و قید * من از حق شناسم نہ از عمر و زید * یہان البتہ متکلمین با و قفون کو ہمیشہ سے گفتگو ہای دور دراز ہین کہ اوسکے
بیان مین دفتر ہا لبریز ہین اور ابتک اختلافات باقی ہین اوسکی شرح کہان تک بیان کیجاے کہ محتاج بیان نہین مگر اس مقام
خاص ما نحن فیہ مین مولف سلمہ اللہ نے بڑا کمال یہی کیا ہے کہ اسکا بھی جواب عاقل پسند ایسا لکھدیا گیا کہ اہل مطبوع کا بھی
شبہہ رفع ہوگیا اور بلکہ باعث قوی تر و اسطی چنانچہ اس رسالہ مقدسہ کی یہی سمجھنا چاہیے کہ مولف نے اون دونون جوابات
مذکورہ اول کیطرف چندان التفات بھی نہین کیا ہے کہ ظاہر ترین اون دونون عقیدون کی موافق بے تکلف شیطان
اور یزید اور سب اشقیای کربلا ملعون قطعی ہین مگر اسی عقیدہ ہمہ اوست اور ہمہ از وست مین کلام ہے کہ وہ بحکم
كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ سب منجانب اللہ سمجھتے ہین اور انسان کو مجبور قرار دیتے ہین لہذا حضرت مولف نے
اسی جواب خاص کو کہ بظاہر مشکل تر تہا واضح تر لکھدیا ہے یعنی جب سکا فاعل مطلق اوہی فاعل حقیقی کو عقیدہ کیا کہ
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ پس اوس فاعل مختار نے ایک کو مقبول ازلی کیا
اوسکے ظہور عالم اسباب کیواسطے سب مراتب صبر و شکر اور رضا و تسلیم کے اوسپر ختم کرنا منظور ہوا جسمین صبر
و شکر اور رضا و تسلیم کیواسطے سب طرح کی مصیبتین اور امتحانات بھی اوسپر ختم ٹھہرے اور اوسکے مقابلہ مین

تکمیل مظلومیت کیواسطے ظالم اشقیا کا بھی ہونا مسلّم ٹھہرا کہ وقوع مظلومیت کیواسطے ظالم کا ہونا بھی ناگزیر ہے
پس جب فاعل مطلق نے اوس برگزیدہ مقبول ازلی پر سب مراتب سعادت ابدی کی ختم کیئے اوسی فاعل کل نے اوسکے
مقابل مین سب مراتب شقاوت کو طرف مقابل پر ختم کیا یہی معاملہ شیطان کا حضرت آدم کی ساتھہ سمجھہ لینا چاہیئے
پس جیسا کہ بحکم یَحکُمُ مَا یُرِیدُ شیطان پر لعنت کہنی کیواسطے احکام منصوصہ بالاتفاق ہین اسیطرح یزید
ملعون اور سب اشقیائی کربلا پر بھی لعنت کرنیکا سب انسان اور ملائک کو اوسی حاکم حقیقی فاعل مطلق کا حکم ہے
اور آپ بھی لعنت کرتا ہے جیسا کہ بتوضیح وتصریح تمام اس رسالہ مین بجائے خود لکھدیا ہی لہذا موافق ہر فریق
اور ہر مذہب کے یزید اور سب اشقیائی کربلا ظالم اور ملعون ابدی کہلے ہوی ہین اوسکو مولف کتاب نے زیادہ تر
قوت دی ہے کہ نص قطعی آیات قرانی سے بھی لعنت ابدی خدا اور تمام نوع بشر اور ملائک کی بصراحت وبہ
تخصیص تمام لکھدی ہی اب یہان کوئی بندہ یہہ نہین کہہ سکتا ہی کہ شیطان اور یزید کو کیون مردود اور ملعون ابدی
کیا اور آدم اور امام علیہما السلام کو کیون مقبول ابدی کیا کہ سب افعال خیر وشر اوسی خدا کی ہین اسکا جواب بھی سمجھنا
چاہیئے کہ یہہ بھی سب افعال اوسی خدا کی ہین کہ ع یکی را بسر برنہد تاج بخت * یکی را بخاک اندر آرد ز تخت * شیطان کو
باہمہ طاعات وعبادات مردود ابدی کیا اور آدم اور بنی آدم کو باہمہ طغیان معاصی مقبول اور برگزیدہ فرمایا مخلوقات
اسکے اس معرکۂ کربلا کے ثواب عقاب مین تو یہہ بھی مقام کلام کا نہین ہو سکتا ہی کہ طرفین کو موافق اعمال کے جزا اور سزا
بجائے خود ہے فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس وہ فریق ہمہ دوست اور پیرو دوست
جو تمام مخلوقات جن وانس وملائک کو قطعاً مجبور محض عقیدہ کرتے ہین انہین بڑے بڑے لوگ منتہی اور کاملین گذرے ہین کہ جنکے
اس طرحکے اقوال اور عقائد ہین کہ ع خود کوزہ وخود کوزہ گر وخود گل کوزہ * خود کوزہ فروش آمد * خود برسر آن کوزہ
برآمد ار برآمد * بشکست وروان شد * سعدی علیہ الرحمۃ جو کا رافادہ مسلم الثبوت بالاتفاق ہی وہ اپنا قول اور عقیدہ
یہہ فرماتا ہین کہ ع نبرد من از شرک پوشیدہ است * کہ زیدم بیازرد وعمرم نخست * اگر عز وجاہ است وور ذل وقید
من از حق شناسم نہ از عمرو زید * اب اسی قول اور عقیدہ کو ہر اوطرحکی ثبوتین کلام الہی سے ملاحظہ فرمانا چاہیئے ومنہا
قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ومنہا لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط ومنہا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ
ومنہا یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ومنہا مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ

ومنها ارادة الله غالبۃ علی ارادة الناس ط ومنها ما تشاؤن الا ان یشاء الله رب العالمین ومنها ان الله بالغ امره قد جعل الله لکل شیء قدرا ط ومنها الله خلقکم وما تعملون پس یہہ سب اقوال ومن فاعل حقیقی کے ہین اسکا کوئی مناقض اور ناسخ نہین اور یہی سب عقائد اور اقوال کاملین خواص کے ہین جیسا کہ بالاجمال بالا مذکور ہی طرفہ تر یہہ کہ یہہ تو سب اقوال اور عقائد ہین کہ جسمین لوگ طرح طرح کی تاویلات اور گفتگو کرکے مذاہب مختلف ہوگئی ہین جیسا کہ کار افتادہ کہہ گیا ہی کہ شعر

ہفتاد و سہ فرقہ در رہش می پویند ٭ در کعبہ و دیر ہا بجا میجویند ٭ سر رشتہ حق بدست یکطائفہ ہست ٭ باقی بتکلف سخنی می گویند ٭

اور حدیث شریف بھی اسی مضمون خاص کی موئد ہی کہ ستفترق امتی علی ثلث و سبعین فرقة کلهم فی النار الا واحدة پس اس لفظ الا واحدة اسی سوا اور یہی شان کاملین خواص کے اور کون مراد ہوسکتا ہی اور انہین کاملین خواص کی وہ عقائد اور اقوال ہین جو بالا مرقوم ہین اور انہین عقائد اور اقوال کی تقویتین آیات قرانی سے بالا مرقوم ہوچکی ہین فضلا عملیہ کہ قران مین فقط اقوال متواتر اوس فاعل مختار کے ہین اور اس معرکہ کربلا مین کروا رہین کہ قرار واقعی آنکھون سی دکھا دیا اور بواقعی جتا دیا اور بدون حیلہ عالم اسباب کے کھول دیا کہ یہہ سب ہم کرتی ہین اور ہمارے یہہ سب فعل ہین یعنی صحن خیمگاہ کربلا مین جو چاہ پر آب کندہ کیا تھا اور سب ہمراہیان امام علیہ السلام غرہ محرم سی تا شب ہشتم اوسی آب چاہ سی سیراب ہی وہ چشمہ خود بخود شب ہشتم محرم سے خشک نہوا بلکہ غائب ہوگیا کہ خشک ہونی سی خاص فعل الہی پر نظر نہوتی بلکہ حیلہ اسباب ظاہر کا بسبب اخراج آب کے احتمال ہوتا پھر اسیطرح دو مرتبہ اسپ شاہ کربلا علیہ السلام کا باوجود دوڑ دوڑ کر اوسی جگہہ خاص قتلگاہ پر ٹھہرا ہوجانا یہہ بھی سوا فعل خاص خدا کے عالم اسباب کا کون حیلہ ظاہر تھا یہہ گویا کھلا ہوا اللہ کا آگاہ کردینا ہوا کہ خبردار باش مقام موعود ہمین ست پس اسجگہہ بدون حیلہ عالم اسباب کے اللہ نے جو اپنا فعل خاص ظاہر کردیا اور پردہ عالم اسباب کا اوٹھا دیا اسمین جو مصلحت الہی ظاہر ہوئی ملاحظہ کتاب سے معلوم ہوسکتی ہی جیسا کہ مرثیہ جامع مین لکھا ہی کہ

پہچان او سجگہہ کو نشان خیام سے ٭ خود گرا وہ تڑپ کے وہین شہ خوشخرام سے ٭ بولے نہین مفر ہی ہمین اسمقام سے ٭ تھے سن چکے امیر علیہ السلام سے ٭ در کربلا چو بازشہ کربلا رسیدہ ٭ آمد یقین بشاہ کہ بیشک بلا رسیدہ ٭ اس سے یہہ بھی پایا گیا کہ حضرت امام علیہ السلام ہشتہ امیر علیہ السلام سی یہہ سب خبر شہادت اون کی سن چکے تھے جناب بی قبل

گم ہونی چاہ پر آب کے حضرت امام علیہ السلام نے شب ہشتم سے ترک آب کیا تھا پس اسصورت اور اس عقیدہ سے مجعل
خدا کا ٹھہرتا ہے اور یزید اور شیطان کیا بلکہ سب اشقیا اور کفار اور ملاعین منصوصہ بھی بیگناہ ہوکر بچے جاتے تھے اور
ثواب و عقاب بہشت و دوزخ کا باطل اور لغو ٹھہرتا ہے پس یہان کمال حضرت مولانا مولف سلمہ اللہ نے یہہ کیا ہے کہ اس
عقدہ دشوار فہم مالاینحل کو حل کردیا ہے اور اسی عقیدہ مشکلہ کی راہ سے ملعون اور معذب دائمی اور خلود فی النار
سب ملاعین اشقیا خصوصًا یزید ملعون اور اشقیاے کربلا کا احکام منصوصہ اوسی فاعل حقیقی سے ثابت کردیا ہے خصوصًا
وجہ اور مصلحت الٰہی جو گم کردینی چاہ پر آب اور روک دینی اس شاہ کربلا مین اور سہر ظاہر کردنیا یہہ فعل اپنا بدون حیلہ ظاہری
اسباب کے اسمین جو مصلحت اور حکمت الٰہی اور جو بیان سے تہین اونکو حضرت مولف نے اس لطف و خوبی سے بیان
کیا ہے کہ دل پر اثر ہوتا ہے اور طبیعت قبول اور وجد کرتی ہے ایسے اسرار حکمت ہای الٰہی بدون قبولیت اتفاقیہ
الٰہی کے کمتر کسیکو معلوم ہوسکتے ہین کہ اسی قبولیت کی تاثیر سے طبائع صاحبدلان ارباب معنی کی محو عقیدت ہمانا
مولف کتاب کی ہین کہ جب مرتبہ اول یہہ رسالہ اسرار کربلا چہپا تہا قریب سات سو خطوط منازل دور و دراز سے
بہزار عقیدت اور تمنا بدرخواست طلب اس کتاب کے آگئے تہے کہ دوسرے مرتبہ چہاپنا ناگزیر ہوا بار دوم جسقدر مشہور
ہوتا گیا اشتیاق مومنین محبان اہلبیت کا بڑہتا گیا کہ پہر اوسیقدر خطوط مشتاق اور تمنا کے طلب و بکمال تعطش مطبع مین آگئے
کہ بار سوم نوبت طبع کی پہونچی جیسا کہ پیشتر مرقوم ہوچکا ہے پس ایسی کتاب مسلم الثبوت موجہ اور مدلل منصوص مستند
آیات قرآنی سے جسکو تمام صاحبدلان عالم بصد عقیدت اور تمنا بجان و دل تسلیم اور خواہش کرکے اسقدر خریداری
کرین کہ تین مرتبہ چہپنے کی نوبت پہونچی اسکو اگر عوام جاہل ناخواندہ نہ سمجہین معذور ہین پس اپنی نافہمی سے اگر مولف
کو الزام دیوین یا معاذ اللہ منکر شہادت کبری کا بہتان کرین پس انصاف درکار ہے کہ یہہ سانحہ کربلا کہ سنہ ۶۱ ہجری
مین واقع ہوا اوسوقت سے تا حالت تحریر کہ سنہ ۱۳۰۹ ہجری ہین بارہ سو اکسٹہہ برس تمام ہوتی ہین اسی بیان حال حالات
معرکہ کربلا مین صدہا تصانیف نظم و نثر اور لاکہوں کہا مرثیہ سلام ترجیع بند لوگ لکہتے چلے آئی ہین مگر اسطرح سے ازروے
آیات قرآنی موجہ اور منصوص اور مستند کمتر کسی نے اس مضمون کو لکہا ہے پس ایسے کتاب مسلم الثبوت مستند آیات
قرآنی سے جسکو تمام صاحبدلان عالم بصد تمنا منازل دور و دراز سے اس شغف سے خریداری فرماوین کہ تین مرتبہ
نوبت چہاپنے تعداد کثیر کی پہونچی ایسے مضامین دقیق عالیہ کو اگر کوئی جاہل عامی نہ سمجہے یا نہ بولتا سمجہے کہ ایسی مولف

مقدس کو معاذ اللہ منکر شہادت کا قرار دیوے یا تنہا پیش قاضی اپنے خطاے فہم کو نہ دیکھے اور مولف پر الزام دیوے کہ مولف معاذ اللہ یزید اور سب اشقیاے کربلا کو گناہ سے اور لعنت سے بری کرتا ہی اور سب فعل خدا کے ٹھہراتا ہے پس ایسا جاہل معکوس فہم لائق جواب ورخطاب ورالتفات کے کب ہوسکتا ہے مگر عقلاے محتاط کو چاہئے کہ فقط بسماعت اقوال جہلاے کج فہم بازاری کے ایسے مصنف کی طرف سے بدگمان نہو دین کہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ آیا ہی اور ایسا ظن فاسد کبھی مفید یقین کا نہیں ہوسکتا ہی کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا خدا نے فرمایا ہے خصوصًا مومنین کے نسبت ظَنُّوا الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا وارد ہی اگر کوئی امر لغو بھی ہو تو اوسپر تکریم گذر کرنا چاہئے کہ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا آیا ہے چہ جائیکہ بدگمان ہو کر گنہگار ہونا خصوصًا ایسے وقت مین بمقابلہ منکرین سب فریق محمدی ہفتاد و سہ فرقہ علی الخصوص فریقین امامیہ اور حنفیہ کو باہم اصلاح اور موافقت چاہئے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ آیا ہے ہان جو کچھ مضامین جوابات اعتراضات منکرین عقلی اور نقلی در پردہ دفع تحیرات آیات منصوصہ کلام اللہ سے مولف نے موجہ اور مستند لکھے ہین اونمین اگر کچھ ہیچ یا سقم یا ضعف یا ایراد ہو تو برادران مومن کو چاہئے کہ اپنے برادر مومن کے بمقابلہ منکرین کی تقویت اور مدد اور تائید کرین کہ اہل مطبع اسکو بھی چھاپ سکتے ہین نہ کہ اپنے برادر مومن کی تکفیر اور تحقیر اور تعریض بمقابلہ منکرین غیبت مین کرکے مصداق كَاَنَّهٗ يَاْكُلُ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا ہو کر گنہگار ہون چنانچہ اعلی مضامین اسرار کربلا کی تائید اور تقویت مین ایک کتاب اور بنام اسرار النبوت تالیف اس مولف کی بھی مطبع مین چھپ کر وقف عام ہو چکی ہی اب پہر بار دیگر بنظر کثرت خواہش خریداروں کے معرض طبع مین ہے جسطرح بمزید احتیاط اس کتاب اسرار کربلا مین انکار ہاے منکرین کو در پردہ تحیرات بیان کرکے جوابات اوسکے بمزید احتیاط بلفظ دفع تحیرات بیان کئے ہین اوسیطرح اوس کتاب اسرار نبوت مین در پردہ وجوہ سبب تالیف کتاب کے جوابات اعتراضات اور انکارات منکرین کے نہایت موجہ اور منصوص اور مستند آیات قرآنی سے بدلائل عقلی اور نقلی بیان کئے ہین اوسمین بڑے بڑے اعتراضات قویہ منکرین کو در پردہ بیان وجوہ تالیف کتاب بدلائل عقلی اور نقلی باستناد آیات قرآنی رد کیا ہے جو کہ منکر نبوت کا ہے قرآن کا بھی منکر ہے کہ کلام خدا کا نہین جانتا بلکہ معاذ اللہ تصنیف محمد صلے اللہ علیہ وسلم سمجھتا ہے ایسا شخص کہ جو آیات قرآنی کو بھی نہین تسلیم کرتا ہے اوسکو جوابات دلائل عقلی سے شدید کیا ہے

اور جو کچھ مسلمین ضعیف الاسلام کے دلون مین بسبب لاعلمی کے اونکے اعتراضات ابلہ فریب سے احتمالات شبہات
اور تبدیل مذہب کی قوی تر تہی اونکو آیات قرآنی سے دفع کرکے ہدایت قوی کی ہے اور بر سبیل سخن اسرار کربلا
کے مضامین کی بہی اوسمین تقویت کی ہی کہ نعم البدل مولود شریف کی بہی متفق علیہ فریقین ہے اوس کتاب
کے دیکہنے سے مرتبہ قبولیت اور مقام مولف کا معلوم ہوتا ہے کہ بدون تائیدات تعالی و وہبی الہی کی ایسے
مضامین اور طرز بیان نظم و نثر کا ظہور نہین ہو سکتا کہ اب تک ایسے مضامین تازہ بیچ بیان حقیقت اور ماہیت
شان محمدی کی کبہی کسی کتاب مین نہین دیکہی گئے لہذا اس مرتبہ کی آدمی کی طرف سے عقلاے مہذب محتاط
کو بدگمان ہونا نہ چاہئے پس یہہ سب صورتین قبولیت کتاب اور موید من اللہ ہونے کی جو ظاہر اور باہر ہین بیان
کی گئین اور بعض اعتراضات عالمانہ بجانب مولف کتاب کے اسطرح پر تہی کہ صدہا تفسیرین مفسرین کاملین سابقین
کی بشرح و بسط اور توضیح تمام موجود ہین کہین کسی مفسر نے اس معرکہ کربلا کی خبرین اور شان نزول ان آیات
کا بیچ بیان حال اس معرکہ کربلا کی نشان نہین دی ہی یہہ مولف اسرار کربلا کا معاذ اللہ اپنی طرف سے آیات کلام اللہ
مین معانی پہناتا ہی گویا معاذ اللہ خدا پر افترا کرتا ہی لہذا بحکم فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا سزاوار سزا
کا ہے فقط پس جو کہ یہہ اعتراض بادی النظر مین بجا اور معقول عالمانہ معلوم ہوتی تہی لہذا اہل مطبع نے بطور
دفع دخل کے بروقت طبع ثانی صفحات اول و آخر رسالہ مین اسکا جواب معقول اور موجہ چہاپ دیا تہا کہ اسمین بہی
اوسکی نقل بجنسہ صفحات اول و آخر مین موجود ہی جب بعد ہشت سال پس از انطباع ثانی مولف اس رسالہ کو بجلدوے
حسن تالیف کسی کتاب اردو کی سرکار قدر شناس گورنمنٹ مغربی شمالی سے صلہ گران بہا مع زر نقد معہ تحریر
مضامین کمال عزت افزائی دربار عام مین مرحمت ہوا یہہ دیکہہ کر کسی جاہل ناخوانده بازاری نے بہی دعوی رسالت
نبی آخر الزمان کا کرکے کچہہ مہملات چند کی قافیہ تنگ ملا کر کاغذ سیاہ کیا کہ ۹ انچہ مردم میکنند بوزینہ ہم و اوسکو جو
مولف اسرار کربلا نے سمجہایا کہ تمکو اگر اس پردہ مین زرکشی حمقاے زمانہ سے منظور ہے پس بہیک مانگنے کی اور بہی
اور بہی صورتین ہین بارے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و سلم پر افترا و کالت کا کرنا کب روا ہے اور خدا کا کون مقدمہ
کس محکمہ عدالتمین دائر ہے جو تم ایسے جاہل ناخوانده کی وکالت کی حاجت ہوئی اور اگر معاذ اللہ تم اپنی تئین بہی
مختار عام کے سمجہتے ہو تو گویا وکیل مطلق کا سب قول و فعل بعینہ قول و فعل موکل کا عقیدہ کرنا لازم آتا ہے مضمون

گویا در پردہ دعوی وکالت دعوی نبوت مثل مسیلمہ کذاب کے پایا جاتا ہی اس صورت مین شارع کا کچھ اور طرح پر حکم ہے اسکے جواب مین اوس مدعی وکالت نے مبہوت ہوکر یہہ جواب دیا کہ مجھکو اس پردہ مین تمسے کچھہ زر کشی منظور نہین ہی کیہ اسقدر زر فلان فلان سے بطور چندی کے بابتہ مصارف قائم کرنے مطبع رد النصاری کے لے چکا ہون مگر چونکہ ناخواندہ فقط اُردو کا حرف شناس ہون اسواسطے تمسے مدد کتابی چاہتا ہون کہ حجت دلائل کتابی سے پادریان نصاری کے اقوال کو باطل کرکے ایک کتاب اُردو عام فہم مرتب کرکے چھاپون تاکہ ہر کوچہ و بازار مین یہہ جو عوام بازاریون کو پادری لوگ بہکاتی ہین اونکا اغوا پیش نہ جاسکے غرضکہ اسی حیلہ و فریب سی یہہ کتاب اسرار کربلا اُردو اس نظر سے مولف نے اوسکو دی کہ اُسمین بمزید احتیاط انکار اور اعتراضات منکرین کو در پردہ تحریرات بیان کرکے جوابات بہی بطور دفع تحریرات کے لکھے ہین کہ سمجھنے والی خوب سمجھتے ہین اوسی مدعی وکالت نے جب کوئی مقام گرفت اور الزام دہی کا نہ پایا اونہین تحریرات کو انکار شہادت کا الزام نسبت مولف کتاب کے قرار دیکر کوچہ و بازار مین جا بجا بکنا شروع کردیا کہ فلان کس شہادت کا قائل نہین اسی سبب سے عوام کے جو منہ مین آیا بکنے لگے اور بعض خواص منصف نے متعجبانہ مولف سے تحریراً اور زبانی اور تقریراً کہا اور بعض نے مطبع سے اسرار کربلا طلب کرکے ملاحظہ کیا اور مولف نے اکثر استفسار کرنیوالون کے جواب مین ایک نسخہ رسالہ کا بلاقیمت دیدیا یہان تک کہ تمام کلکتہ تک بہ اکرنے استعجاب جناب بالا ملاحظہ حضرت سلطان العالم باقی قدس سرہ وغیرہ یہہ رسالہ پہونچا اور کمال الامان استحسان اور تحسینات مولف کا ہوا القبول مشہور کہ سخن و شنود سبب خیر گر خدا خواہد یہان تک کہ اس حیلہ سے اسکا ذکر دور دور تک پہونچا کہ باعث اور طلب خریداری عالمیان کا ہوکر باعث منافع مطبع اور مایہ استحسان مولف کا سبب از طبع ثانی اسکا ہوا ہے واللہ اعلم

تو بہر دو لو کرہ ۵ مشہر کون

تمام شد